حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟

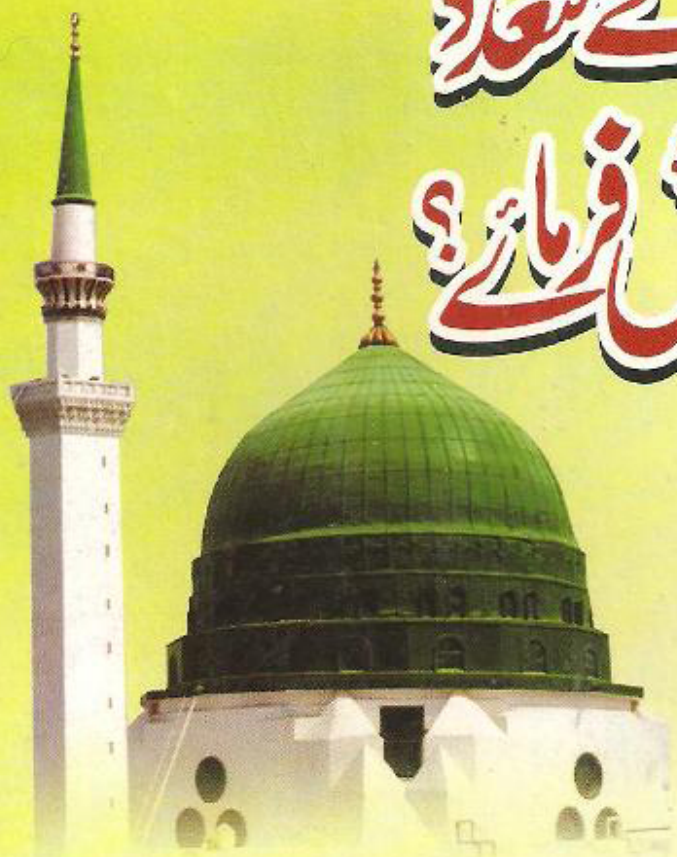

تصنیف

مفتی محمد خان قادری

شیخ محمد علی صابونی

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

الاھداء

امہات المومنین رضی اللہ عنہن

کی خدمتِ اقدس میں!

خادمِ اسلام

محمد خان قادری

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	یہ الزام بدترین دشمنوں نے بھی نہیں لگایا	۹
۲	جوانی کے پچیس سال اور کمال عفت	۱۰
۳	پچیس سال اور ایک خاتون	۱۱
۴	بیوی کے ڈر کی وجہ سے	۱۲
۵	سادسا وصال کے بعد ان کا تذکرہ	۱۳
۶	ایک بوڑھی خاتون سے نکاح	۱۵
۷	مخالفین کی پیشکش ٹھکرادی	۱۵
۸	اب کوئی روک ٹوک نہ تھی	۱۶
۹	ایک کے سوا تمام خواتین کا بیوہ ہونا۔	۱۶
۱۰	آپ کی ہمہ جہتی مصروفیات	۱۶
۱۱	دنیا سے بے رغبتی	۱۹
۱۲	متعدد نکاح کی حکمتیں	۲۴
۱۳	بیوگان سے نکاح	۲۵
۱۴	خدمتِ اسلام کی وجہ سے	۲۵
۱۵	بعض ساتھیوں کی حوصلہ افزائی	۲۶
۱۶	اہل و عیال کو سہارا دینا	۲۶
۱۷	غلط رسومات کا خاتمہ	۲۸
۱۸	بعض قبائل میں نیکی کا فروغ	۲۹
۱۹	امن عامہ کا قیام	۲۹
۲۰	نصف سے زائد انسانی دنیا کی تعلیم کا انتظام	۳۰
۲۱	بلند سیرت اور حسنِ معاشرت پر قوی دلیل	۳۲
۲۲	خانگی زندگی پر سچی شہادت	۳۴
۲۳	مخالفین اسلام کا ایک اور حملہ	۳۷
۲۴	حضرت زینب اور حضرت زید کے عقد کا تفصیلی واقعہ	۳۹
۲۵	حضرت زید کی عزت افزائی	۴۱
۲۶	حضور کی پریشانی کی مختلف وجوہ	۴۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

اس کائنات میں سب سے پاکیزہ شخصیت اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی کی ہوتی ہے بلکہ جہاں جہاں کہیں ظاہر و باطن میں طہارت و پاکیزگی ہے وہ انہی کی تعلیم، جد و جہد اور تربیت کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں، ان کی زندگی ہر گناہ سے محفوظ و مامون ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت کا اسقدر انتظام و اہتمام ہوتا ہے کہ وہ حالت نیند میں بھی غافل نہیں ہوتے ان کا خواب بھی وحی الٰہی ہی ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام رسولوں اور انبیاء کے سردار اور تاجدار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزگی اور عصمت میں سب سے بلند ہونگے۔ لیکن اسلام کی مخالفت اور اس سے تعصب و جہالت کی وجہ سے بعض مستشرقین کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر ایسے ایسے الزامات اور اتہامات لگائے گئے جنہیں انسان پڑھ سُن کر حیران ہی رہ جاتا ہے۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نفس پرست تھی اور اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد نکاح کیے

تھے حالانکہ آپ پر ایسا طعن آپ کی ظاہری حیات میں کسی جانی دشمن نے بھی کیا، اور کچھ مستشرقین نے بھی تسلیم کیا کہ ایسی کسی بات کا تعلق رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہرگز نہیں،

آج مخالفِ اسلام قوتیں اس مسئلہ کو بڑے زور شور سے اٹھا رہی ہیں تاکہ لوگوں کے اذہان کو اور سفرِ اسلام کے خلاف پراگندہ کر کے اسلام سے دور کیا جا سکے، چونکہ ہمارا کسی حوالہ سے بھی اسلام کا مطالعہ نہیں اس لئے پریشان و مرعوب ہو جاتے ہیں، ایسے اہم مسائل پر لکھنا امتِ مسلمہ کے اہلِ علم پر فرض اور قرض ہے۔ بحمد اللہ ویتو فیقہٖ کاروان اسلام اور مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف اٹھائے جانے والے سوالات کے جوابات کے لئے کمر ہمت باندھی ہے

اپنے مقالہ کے ساتھ شیخ محمد علی صابونی استاذ جامعہ ام القریٰ کا ایک اہم مقالہ بھی شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے جس کا ترجمہ مولانا محمد عارف سعید ہمدمی نے کیا ہے اور ان کی یہ اولین کوشش ہے اور اس پر نظرِ ثانی مولانا غلام نصیر الدین چشتی استاذ جامعہ نعیمیہ نے کی ہے۔

ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں سرخروئی کے لئے یہ ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہے قارئین سے گزارش ہے اسے پڑھیں اور اس کی اشاعت کا (خصوصاً انگلش زبان میں) زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں بندہ اس کی اشاعت کی اجازت ہر مسلمان کو دے رہا ہے، اگر ممکن ہو تو اشاعت کی کاپی بندہ کو ارسال کر دیں۔

خادمِ اسلام
محمد خان قادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضور علیہ السلام کے تعدد ازواج پر غیر مسلموں کا ایک ناگفتہ بہ الزام یہ ہے کہ (خاکم بدہن) اس کا سبب نفسانی خواہش کا غلبہ تھا۔

حالانکہ ہر وہ ذی شعور منصف مزاج انسان جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا ہو وہ ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا بلکہ وہ یہ محسوس کرے گا کہ شاید اس سے بڑھ کر کائنات میں اور کوئی جھوٹ نہیں یہی وجہ ہے کہ بعض غیر مسلموں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و پاکیزگی کی تصریح کی ہے اس لئے پہلے ہم ان شواہد کا ذکر کریں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت و طہارت پر دال ہیں اور اس کے بعد متعدد نکاحوں کی حکمتوں اور مصلحتوں کا ذکر ہوگا۔

۱۔ یہ الزام بدترین دشمنوں نے بھی نہیں لگایا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اپنے وقت کی معروف

ترین شخصیت تھی آپ کا عربی و عجمی، دوست و دشمن، جاہل و متمدن غرضیکہ ہر قسم کے لوگوں سے واسطہ تھا اگر اس غلبہ کا ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ بھی آپ کی شخصیت میں موجود ہوتا تو دشمنوں کو اس سے بہتر پروپیگنڈے کا اور کیا حربہ ہاتھ آسکتا تھا؟ انہوں نے آپ کو ساحر و شاعر کہا۔ مجنوں و مفتری کہا، خواہش مند اقتدار ہونے کا طعنہ دیا اپنے دوستوں سے مل کر قرآن گھڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرنے والا کہا سارے الزام لگائے لیکن سخت سے سخت دشمن کو بھی آپ کی معصوم زندگی پر کوئی ایسا حرف زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوئی جس کا تعلق (معاذ اللہ استغفر اللہ) جنسی و نفسانی جذبات کی بے راہ روی سے ہو۔ کیا یہ بات اس پر قوی دلیل نہیں کہ دشمن بھی یہ محسوس کرتے تھے کہ اس شخصیت کا دامن اس نوعیت کی خواہش کے داعیے تک سے بھی پاک ہے۔

۲۔ جوانی کے پچیس سال اور کمال عفت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس سال تجرد اور کمال عفت و پاکبازی سے گزارے اور پچیس سال کے بعد اگر نکاح بھی کیا تو ایک ایسی خاتون سے جو آپ سے پندرہ سال عمر میں بڑی یعنی چالیس سال کی تھی۔ جو پہلے دو شوہروں کی بیوی رہ چکی تھی اور صاحب اولاد بھی تھی اور پیغام نکاح بھی اس نے خود بھیجا تھا۔

پیغام کے الفاظ ملاحظہ کیجیے۔

انی قد رغبت فیک لقرابتک منی وشرفک فی قومک	میں آپ سے قرابت داری، قوم میں آپ کی شرافت، امانت، حسنِ

وامانتك عندهم وحسن	اخلاق اور سچائی کی وجہ سے
خلقك وصدق حديثك	رغبت رکھتی ہوں

۳۔ پچیس سال اور ایک خاتون

آپ نے پچاس سال کی عمر تک (پورے پچیس سال) اسی ایک بوڑھی صاحب اولاد اور گزشتہ دو شوہروں سے نباہ کرنے والی خاتون کی رفاقت پر ہی اکتفاء کیا اور اشارتاً بھی کسی دوسری رفیقہ حیات کی خواہش نہیں کی مشہور مستشرق ڈاکٹر جوستاف لوبون نے بھی تسلیم کیا ہے کہ آپ کی اس عرصہ میں صرف ایک ہی بیوی تھی۔

هو الذى اقتصر على زوجته	محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس سال
الاولى حتى بلغ الخمسين من	کی عمر تک صرف ایک ہی بیوی پر
عمره	اکتفا کیا

(حضارۃ العرب ۱۱۲)

حالانکہ انسانی زندگی کے عروج کا یہی دور ہوتا ہے اور پھر یہ پہلو سامنے رہنا چاہیئے کہ آپ کے لئے اس عرصہ میں ہم عمر رفیقہ حیات کے حصول میں کوئی دشواری نہ تھی کیونکہ آپ صحت و تندرستی اور حسن و جمال میں یگانۂ روزگار ہونے کے ساتھ ساتھ ساری قوم میں محبوب اور خاندانی وجاہت و وقار کے مالک تھے۔

بیوی کے ڈر کی وجہ سے

بعض طعن کرنے والوں نے کہا کہ اس وقت ایک ہی بیوی پر اکتفا بیوی کے خوف کی وجہ سے تھا جیسے ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا انتقال ہوا تو

آپ نے متعدد خواتین سے شادی کرلی کیونکہ اب خوف ختم ہوگیا تھا۔

اس سلسلہ میں چند گزارشات قابلِ توجہ ہیں۔

اوّلاً آپ کی شخصیت کا مطالعہ کرنے والا ہر ذی فہم جانتا ہے کہ آپ کے دل میں سوائے اللہ کے خوف و ڈر کے کسی کے خوف کا تصور ممکن ہی نہیں۔ بیوی سے ڈرنے والا شخص پوری دنیائے کفر سے عملاً ٹکر نہیں لے سکتا حالانکہ آپ نے عملاً ٹکر لی۔ تو جب آپ طاقتور سے طاقتور دشمن و مخالف سے نہیں ڈرتے تو بیوی سے کیسے ڈر سکتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے تمام مخالفین کے خلاف آپ کو جہاد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ	اے نبیؐ کفار اور منافقین کے
وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ	خلاف جہاد کرو اور ان پر سختی کرو

ثانیاً بیوی سے ڈرنے والی شخصیت کو رسول کیسے بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ رسول کا کام اور اس کے فرائض و ذمہ داریاں تقاضا کرتیں ہیں کہ اس کی شخصیت میں سوائے اپنے رب کے کسی کا خوف و حزن نہ ہو اس کی بنیادی تعلیم ہی یہی ہے۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا	نہ غم کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے

یہی وہ آپ کی قوت و ہمت کی اعلیٰ کیفیت تھی کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے حبیب اگر آپ کے ساتھ کوئی اور جہاد میں شریک نہیں ہوتا تو نہ ہو آپ تنہا ہی اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	اللہ کی راہ میں تنہا جہاد کرو اور آپ
لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ	اپنی ذات کے ہی مکلف ہیں۔

آپ نے جہاد کر کے اللہ کے دین کو عملاً زمین پر جاری و ساری اور قائم و دائم کر دیا۔ اگر معاذ اللہ کوئی خوف ہوتا تو یہ کام کیسے ہو سکتا تھا۔

ثالثاً یہ وہی دن تھے جن میں آپ تفکر و تدبر کے لیئے غار حرا میں جا کر مہینہ مہینہ خلوت میں رہتے۔ آپ کے دن بھی وہاں گزرتے اور راتیں بھی۔ کیا بیوی سے ڈرنے والے خاوند کا یہی حال ہوتا ہے؟

رابعاً سیدہ خدیجہ رضؓ نے سارا مال (جو قریشِ مکہ کے مال سے کہیں زیادہ تھا) حضور علیہ السلام کے مشن کے لیئے وقف کر دیا قرآن مجید نے اس ظاہری سہارے کے بارے میں فرمایا۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى (اللہ نے آپ کو محتاج پایا تو غنی کر دیا)

خود سوچیں کیا ڈرنے والا خاوند بیوی کو سب کچھ دیتا ہے یا اس کی بیوی اس پر ہر شے نچھاور کر دیتی ہے؟

خامساً یہ بات نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ حضور علیہ السلام اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان رشتہ زوجیت ہی نہیں تھا بلکہ اب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امتی والا رشتہ بھی قائم ہو گیا تھا جو پہلے رشتہ سے کہیں بلند و ارفع ہے۔ چالیس سال کی عمر میں (جبکہ حضرت خدیجہ سے نکاح ہوئے پندرہ سال کا عرصہ بیت چکا تھا) جیسے ہی حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور مجھ پر قرآن نازل ہونا شروع ہو گیا ہے۔ تو سب سے پہلے جس خاتون نے آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لایا وہ آپ کی اہلیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ ہی تھیں۔ اس کے بعد تو انہوں نے آپ کو فقط شوہر ہی نہیں اپنا آقا و مولیٰ مان لیا اب فقط بیوی ہی نہیں بلکہ

آپ کے امتی ہونے کا شرف پالیا۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ذرا انصاف سے بتائیے کہ امتی رسول سے ڈرتا ہے یا رسول امتی سے؟ یقیناً امتی ہی ڈرتا ہے بلکہ یہاں تک ڈرتا ہے کہ اگر رسول کی ادنیٰ سے گستاخی بھی ہوگئی تو اللہ تعالےٰ ناراض ہو جائے گا اور وہ دائرہ اسلام سے فارغ ہو جائے گا۔

سادساً وصال کے بعد ان کا تذکرہ

یہاں یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ آپ حضرت خدیجہ کے وصال کے بعد انہیں بڑی محبت سے یاد کرتے اور فرماتے مجھے ان سے بہتر بیوی میسر نہیں آئی۔

بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب بھی خدیجہ کا ذکر آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بہت تعریف فرماتے ایک دن میں نے رشک کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں کی تعریف کرتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیویاں عطا کر دی ہیں آپ نے فرمایا۔

ما ابدلنی اللہ خیراً منہا	اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر بیوی
قد اٰمنت بی کفر الناس	مجھے نہیں دی وہ مجھ پر اس وقت
وصدقتنی اذ کذبتنی الناس	ایمان لائیں جب لوگوں نے کفر کیا اور
	انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے
	میری تکذیب کی۔

مسلم میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب بھی آپ کوئی جانور ذبح

فرماتے تو خدیجہ کی سہیلیوں کو گوشت بھیجتے تھے میں نے ایک دن وجہ پوچھی تو فرمایا۔

انی لاحب حبیبھا — میں خدیجہ کے چاہنے والوں کو چاہتا ہوں۔

کیا یہ بیوی سے ڈرنے والے خاوند کی کیفیت ہوتی ہے؟ وہ تو شکر کرتا ہے کہ جان چھوٹ گئی۔ یہ تمام شواہد اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ یہ الزام محض تعصب کی وجہ سے عائد کیا گیا ہے۔

۴۔ ایک بوڑھی خاتون سے نکاح

جب آپ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ عمر کے پچاسویں سال میں تھے اور اس وقت خواہش رکھتے تو کسی نوجوان خاتون سے عقد ہو سکتا تھا مگر آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں قبول فرمایا جو عمر کے لحاظ سے بوڑھی تھیں۔

۵۔ مخالفین کی پیشکش ٹھکرادی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر نفسانی جذبات کا شائبہ ہوتا تو اس سے بڑھ کر اپنی خواہشات کی تکمیل کا اور موقعہ کیا ہو سکتا تھا کہ اعلان نبوت کے پانچویں سال تبلیغی کوششوں سے دستبرداری کے عوض قوم کی طرف سے سیادت و قیادت، دولت و ثروت اور حسین ترین خواتین کے ساتھ عقد کی پیش کش ہوئی مگر تاریخ اس بات پر شاہد عادل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور فرمایا میں اپنے

رب کے احکام کی تبلیغ نہیں چھوڑ سکتا۔

۶۔ اب کوئی روک ٹوک نہ تھی

ریاست مدینہ دس سال کے عرصہ میں جزیرہ نمائے عرب اور جنوبی عراق و فلسطین تک بارہ لاکھ مربع میل پر محیط ہو چکی تھی۔ اتنی عظیم ترین فرمانروائی و اقتدار کے بعد اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں کون سی رکاوٹ تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ازواج پر اکتفا کیا جو اس کامیاب دور سے پہلے تھیں۔

۷۔ ایک کے سوا تمام خواتین کا بیوہ ہونا

پھر جو شادیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہیں ان پر غور کریں تو جو خواتین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں وہ ماسوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تمام کی تمام بیوہ تھیں کوئی دو کی اور کوئی تین شوہروں کی بیوی رہ چکی تھی۔ یہاں یہ بات نہایت ہی قابلِ توجہ ہے کہ تعدد ازواج کا مسئلہ آپ کی پچپن سال سے انسٹھ سال کی عمر کا ہے۔ کیا نفسانی جذبات کا غلبہ اسی عمر میں ہوتا ہے؟ کیا یہ (نعوذ باللہ) دفعتہً پیدا ہو گیا تھا؟ نہ اس سے پہلے کہیں اس کا شائبہ ملتا ہے اور نہ بعد میں۔

۸۔ آپ کی ہمہ جہتی مصروفیات

آپ پر ایسا الزام لگانے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصروفیات کو ہی سامنے رکھ لیتے تو ہرگز ایسی بات نہ کہتے کیونکہ اس کے لیئے انسان

کا فارغ ہونا ضروری ہے۔ آپ کی مصروفیات کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ آپ کا واقعہ وقت امت مسلمہ کے افراد مردوں اور خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے مخصوص تھا۔ آپ کی تعلیمات قرآن کے علاوہ ہزارہا کتب پر مشتمل ہیں۔

۲۔ ہجرت کے بعد انیس غزوات میں آپ نے شرکت کی اور غزوہ کی تیاری ایک یا دو دنوں میں نہیں ہوتی بلکہ اس کی تیاری کے لیے سالہا سال کی ضرورت ہوتی ہے۔

۳۔ جتنی بھرپور زندگی، اجتماعی، سیاسی، دینی اور خاندانی آپ نے بسر کی ہے کوئی دوسرا شخص اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا خود اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں آپ کی مصروفیات کا تذکرہ یوں فرمایا ہے

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا (المزمل) — یقیناً دن میں آپ کی طویل مصروفیات ہیں۔

۴۔ آپ صرف انسانوں کے ہی رسول نہیں بلکہ آپ تمام مخلوق کے رسول ہیں جہاں آپ انسانیت کی بھلائی فرماتے ہیں وہاں حیوان چرند پرند کی بھرپور فریاد رسی فرماتے۔ یہاں آپ زمینی مخلوق کو فیض دیتے وہاں آسمانی مخلوق بھی آپ سے فیض یاب ہوتی۔

۵۔ آپ کے تقسیم وقت پر نظر ڈال لی جائے تو مسئلہ از خود حل ہو جاتا ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو معاملات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ

كان اذا اوى الى منزله جزأ
دخوله ثلاثة اجزاء جزأ لاهله
وجزأ لنفسه ثم جزأ جزأ بينه
وبين الناس فيرد ذلك بالخاصة على العامة

بیرونی مصروفیات سے فارغ ہو کر
آپ گھر تشریف لائے تو گھریلو وقت
کو تین حصوں میں تقسیم فرما لیتے۔ ایک
حصہ اللہ کے لیے۔ دوسرا اہل کیلئے
اور تیسرا اپنی ذات کے لیے۔ پھر
اپنے والے تیسرے حصے کو اپنے
اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے
اس وقت میں اہل علم و فضل صحابہ
آپ سے تعلیمات حاصل کر کے عوام
تک پہنچانے کی کوشش کرتے

خود فیصلہ کیجئے ازواج مطہرات کے لیے کتنا قلیل وقت بچتا ہوگا۔

نای وقت كان يخلوفيه الى شهوته ينتفع بها الى
الاستمتاع بالمرا والتفكير فى الاستكثار من النساء

کیا نفسانی خواہش سے مغلوب شخصیت کا یہی حال ہوتا ہے کہ اپنے
وہ ذاتی وقت میں بھی لوگوں کی بھلائی و خیر خواہی جیسے اعلیٰ
اعمال انجام دیتی ہے۔

۶۔ اوپر گزرا کہ رات کا ایک حصہ اللہ کے لیئے تھا اس میں آپ اللہ
تعالےٰ کے حضور مناجات و عبادات کرتے ہوئے طویل قیام کرتے
جس کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بیان کرتی ہیں۔
آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ میں نے ایسی حالت دیکھ کر عرض کیا۔

تصنع هذا یارسول اللہ وقد غفر اللہ لك ما تقدم من ذنبه وما تاخر

آپ اتنی عبادت کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلوں اور پچھلوں معاملات سے معافی کا اعلان فرمایا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔

افلا اکون عبداً شکوراً۔ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(بخاری و مسلم)

۹۔ دنیا سے بے رغبتی

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیئے کہ نفسانی جذبات و خواہشات کے پیروکار دنیا کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کی منزل، خوشی اور مقصود دنیا ہوتی ہے وہ اس کے لئے جیتے ہیں اور اسی کے لیئے مرتے ہیں اسی لیئے قرآن مجید نے دنیا داروں کے بارے میں فرمایا کہ ان کا مقصد اللہ کی ذات نہیں بلکہ دنیا ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ

بلاشبہ وہ لوگ جو ہماری ملاقات کے امیدوار نہیں اور دنیاوی زندگی کے ساتھ راضی اور مطمئن ہو گئے وہی ہماری آیات سے غافل ہیں۔

گویا انہیں دنیا اس طرح اپنی طرف کھینچ لیتی ہے کہ انہیں اپنے رب کی خبر ہی نہیں رہتی۔

اب ذرا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کی طرف آیئے کیا وہاں کوئی دنیاداری دکھائی دیتی ہے؟ کیا مال و متاع کے ساتھ پیار نظر آتا ہے

ہرگز نہیں۔ آپ نے فقر و فاقہ کی زندگی اختیار فرمائی اور یہ تعلیم دی۔

الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب — دنیا مردار ہے اور اس کا طالب کتا ہے۔

سونے چاندی کے نوے نوے ہزار درہم و دینار کے ڈھیر مسجد نبوی میں لگے مگر آپ معاشرے کے یتامیٰ، مساکین، بیوگان اور بے سہارا لوگوں میں تقسیم فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ ان میں سے اپنے لیے ایک پائی کے روادار نہ ہوئے۔

لوگ چندوں سے اپنی جائیداد بناتے ہیں مگر آپ نے اپنی ذات ہی نہیں بلکہ اپنی ساری آل اولاد پر تا قیامت زکوٰۃ و صدقات کے حرام ہونے کا اعلان فرما دیا۔ مسجد نبوی میں صدقات کی کھجوروں کے ڈھیر سے آپ کے نواسے امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈالی آپ نے انگلی ڈال کر باہر نکال پھینکا اور فرمایا صدقہ میری اولاد پر حرام ہے۔ ذرا سوچئے کہ جو نابالغ اور غیر مکلف بچے کو ایسا عمل نہیں کرنے دیتے ان کا اپنا عمل کیا ہوگا؟

مغربی محققین کے اقوال

اب ہم یہاں کچھ مغربی محققین کے اقوال و آراء سامنے لاتے ہیں جن میں انہوں نے بھی برملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزگی، حیا اور عفت و عصمت کی گواہی دی ہے۔

۱۔ سر ولیم میور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مخالف اور نکتہ چیں سر ولیم میور اسی بات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ رکھ رکھاؤ میں حیا اور طور طریقوں میں پاکیزگی (جو اہل مکہ میں نایاب تھی) محمد کی جوانی سے منسوب کرنے میں تمام مستند اہل علم کا اتفاق ہے۔

(حیات محمد، ۲: ۱۴)

۲۔ پی۔ ڈی، لیسی جانٹن

پی۔ ڈی، لیسی جانٹن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار و سیرت کے حوالے سے لکھا ہے۔

شہریوں کے درمیان آپ اعلیٰ کردار کے مالک تھے اور کوئی بات آپ کے اسم مبارک کے خلاف نہیں جاتی۔

(محمد اور آپ کا اقتدار، ۵۱)

۳ - ریورینڈ مارکس ڈوڈز

ریورینڈ مارکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔ آپ کی غیر شادی شدہ جوانی غیر معمولی طور پر پاکیزہ تھی۔

(محمد، بدھ اور مسیح، ۲۳)

۴ - الیمبل ڈرسنگھم

الیمبل ڈرسنگھم اپنی کتاب حیات محمد میں کہتے ہیں

محمد کی جوانی عفیف رہی ہے۔ (حیات محمد، ۵۲)

۵ - ڈاکٹر لاسٹر

ڈاکٹر لاسٹر اسلام کے بارے میں لکھتے ہوئے خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں لکھتا ہے۔

محمد نے اپنے اہل خانہ میں شامل کر لیا یہ خیال کہ پیغمبر کی ایسا کرنے میں کوئی نامناسب غرض تھی قطعی طور پر بے بنیاد خاص کر جب ہم یہ زمین میں رکھیں کہ آپ نے اپنے عہد شباب میں پاک دامنی کا زبردست ثبوت دیا تھا۔

(دنیا کے مذہبی نظام، ۲۹۸)

۶ - ٹامس کارلائل

مشہور محقق ٹامس کارلائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و پاکیزگی

پر یوں رقمطراز ہے محمد کے بارے میں اور جو کچھ بھی جائے مگر وہ خواہش نفس کے ہرگز غلام نہ تھے ہم بڑی غلطی کریں گے اگر اس کو ہم ایک عام سائنس پرست سمجھ لیں جو سفلی جذبات بلکہ کسی بھی لطف اندوزی کا مرہون ہو آپ کا گھرانا تنگ دست تھا، آپ کی عام غذا جو کی روٹی اور پانی تھا۔ بسا اوقات مہینوں ان کے ہاں چولہا میں آگ بھی نہ جلتی تھی۔

۷۔ چرالڈ۔ ایل۔ بیری

چرالڈ۔ ایل۔ بیری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد نکاحوں کے بارے میں لکھتا ہے۔

آپ کی آخری عمر میں بہت سی بیویوں کا ہونا غالباً آپ کے کی بیواؤں کو تحفظ دینے کی فیاضی کا نتیجہ تھا نفس پرستی کا تو نتیجہ ہرگز نہ تھا۔ (مذاہب عالم، ۶۵)

۸۔ سیفلے لین پول

سیفلے لین پول آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خواہش نفس کے الزام کی تردید ان الفاظ میں کرتا ہے مگر یہ کہنا جھوٹ ہے کہ محمد نفس پرست انسان تھے آپ کی آخر دم تک زائد از زندگی سونے کے لیے سخت چٹائی، آپ کی سادہ غذا، آپ خود اختیار کردہ چھوٹے موٹے کام کر لینا یہ سب باتیں تو آپ کی بمقابلہ نفس پرست انسان۔ کے ایک ہمہ صفت زاہد ظاہر کرتی ہیں (مطالعہ سلسلہ مسجد، ۷۷)

متعدد نکاح کی حکمتیں

لا اکتب حدیثہ و لا احدث عنہ ما اشك

میں ان سے حدیث نہیں لیتا اور نہ ہی ان کے حوالے سے بیان کرتا ہوں۔

امام ابو حاتم، امام نسائی اور امام اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں۔

انہ کان یضع الحدیث

یہ حدیث گڑا کرتے تھے۔

(تہذیب التہذیب، ۹: ۳۶۲، ۳۶۸)

(میزان الاعتدال، ۲: ۶۶۶)

۳۔ عبداللہ بن عامر اسلمی مقبول راوی نہیں

اس سند میں عبداللہ بن عامر راوی بھی ضعیف ہے، امام احمد، ابو زرعہ، ابو عاصم اور امام نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا امام ابو حاتم نے فرمایا متروک ہے۔

امام ابن معین کہتے ہیں۔

ضعیف لیس بشیئ

یہ ضعیف ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام بخاری فرماتے ہیں۔

یتکلمون فی حفظہ، ذاہب الحدیث

ان کے حفظ میں محدثین نے کلام کیا ہے اور یہ مقبول نہیں

شیخ ابن حبان رقمطراز ہیں۔

کان یقلب الاسانید و المتون ویرفع المراسیل

یہ روایت کی سندیں اور متن بدلتے دلتے ہیں اور روایات مرسلہ کو مرفوع

کر دیتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب، ۵ : ۲۷۶)

(میزان الاعتدال، ۲ : ۴۴۸)

اس کا متن، قرآنی نصوص کے مخالف ہے

جس طرح اس روایت کی سند قابلِ قبول نہیں اسی طرح اس کا متن بھی خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے مقبول نہیں کیونکہ قرآن مجید کی تصریحات و نصوص اس کے برعکس بیان دے رہی ہیں، قرآن مجید کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا

(الاحزاب، ۳۷)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بیوی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اسکا خوف رکھو پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دیدی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لیے کی بیویوں میں جب ان سے انکا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم

یہ آیت مبارکہ ان حقائق پر شاہد عادل ہے۔

آپ نے زید کو طلاق سے بار بار روکا

۱۔ "اِذْ تَقُوْلُ" کے الفاظ سے یہ بات از خود واضح ہو رہی ہے کہ حضور نے یہ بات حضرت زید کو بار بار فرمائی کہ اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھو اگر یہ بات ایک ہی مرتبہ کہنے کی نوبت آئی ہوتی تو "قلت" کافی تھا "تقول" کی ضرورت نہیں تھی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت زید نے اپنے ارادے کا اظہار حضور کے سامنے متعدد دفعہ کیا اور حضور نے ہر بار اس سے روکا اور خدا کا خوف یاد دلایا۔

۲۔ "وَاتَّقِ اللّٰہَ" کے الفاظ سے یہ بات نکلتی ہے کہ حضور نے حضرت زید کے ارادۂ طلاق کو محض ان کے احساس پر محمول فرمایا کوئی معقول وجہ اس اقدام (طلاق) کے لیے آپ نے نہیں پائی اوپر گزر چکا ہے کہ جب آپ نے ان سے سوال فرمایا کہ کیا زینب کی طرف سے کوئی ایسی بات تمہارے سامنے آئی ہے جو شک پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے تو انہوں نے صاف کہا کہ اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے ان کو کوئی شکایت تھی تو خود ان کے الفاظ میں بس یہ تھی کہ

تتعظم علی لشرفھا	وہ میرے مقابل میں اپنے شرفِ خاندانی کے باعث تفوق کا احساس رکھتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ مجرد یہ بات بیوی کو طلاق دینے کے لیے کافی نہیں ہے اس لیے آپ نے فرمایا اللہ کا خوف کرو، انہیں اپنے پاس رکھو،

اگر معاذ اللہ آپ کا ارادہ ہوتا تو اللہ کا خوف یاد نہ دلاتے کیونکہ ایسی نیت رکھنے والا شخص خدا کے واسطے دے دے کر کہاں روکتا ہے؟

۳۔ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ، کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات دل میں مخفی رکھے ہوئے تھے اور اسے اللہ اشکار کرنا چاہتا تھا۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا کے الفاظ سے اس راز کو اشکار کر دیا گیا یعنی جو راز تم اپنے دل میں رکھتے تھے لیکن لوگوں کے فتنہ میں پڑنے سے اس سے گریز کرنا چاہتے تھے بالآخر اللہ نے اس کے افشا کا سامان کر دیا جب زید نے اپنا تعلق زینب سے بالکل منقطع کر لیا تو ہم نے اس کو تمہارے ساتھ بیاہ دیا تاکہ منہ بولے بیٹوں کے معاملہ میں ایک خلاف فطرت رسم جو قائم ہو گئی ہے اس کی اصلاح ہو اور کوئی ناروا قسم کی پابندی لوگوں پر اس معاملے میں باقی نہ رہے۔

جب قرآن نے راز اشکار کر دیا

جب خود اللہ تعالےٰ نے اس مخفی راز کی نشاندہی فرما دی کہ آپ کے دل میں یہ خیال تھا کہ اگر زید نے طلاق دیدی تو زینب کی دلداری کی واحد صورت یہ باقی رہ جائے گی کہ حضور ان کو خود اپنے نکاح میں لے لیں لیکن اس صورت میں اس سے بڑے ایک دوسرے فتنے کے اٹھ

کھڑے ہونے کا اندیشہ تھا کہ لوگ کہیں گے کہ آپ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کر لیا لیکن اللہ تعالےٰ کا فیصلہ یہی تھا کہ اس رسم بد پر ضرب کاری لگائی جائے اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو زینب سے نکاح کا حکم دے کر اس راز کو اشکارا کر دیا۔ تو اب اس تشریح کے علاوہ کسی شی کو راز قرار دینا قرآن کی مخالفت ہو گی اگر اس روایت مذکورہ کو قبول کر لیا جائے تو معاذ اللہ راز یہ ہو گا کہ آپ زینب سے نکاح کے خواہش مند تھے مگر زبان سے حضرت زید کو طلاق سے منع کرتے رہے تو قرآن کے خلاف لازم آئے گا حضرت ملا علی قاری رقمطراز ہیں۔

ان اللہ تعالےٰ اعلمہ	اللہ تعالےٰ نے آپ کو آگاہ فرمادیا
انہ تبدی و یظہر ما	کہ وہ آپ کے مخفی امر کو ظاہر کرنے
اخفاہ ولم یظہر غیر	والا ہے اور ماسوائے اس بات کہ
تزویجہا فیہ فقال	اللہ تعالےٰ نے زینب کے ساتھ
زوجنکہا فلو کان الذی	آپ کا نکاح کر دیا ہے کوئی دوسری
اضمرہ رسول اللہ صلی اللہ	بات ظاہر نہیں کی کیونکہ الفاظ میں
تعالےٰ علیہ وسلم محبتہا او	"زوجنکہا" (ہم نے زینب کے ساتھ
طلاقہا لکان یظہر ذلک	تمہارا نکاح کر دیا) ہیں اگر اس کے
لانہ لا یجوز ان یخبیہ	علاوہ حضور کے دل میں کوئی معاملہ
یظہرہ ثم یکتمہ فلا یظہرہ	ہوتا مثلاً زینب سے محبت یا اس کو
(شرح الشفاء ۲۰ : ۱۲۴۸)	طلاق دلانے کا ارادہ تو اسے ضرور
	ظاہر کیا جاتا کیونکہ یہ ممکن ہو سکتا کہ

پہلے اظہار کا کہہ کر پھر اسے مخفی رکھا
جائے۔

شیخ محمد عبداللہ مصری کہتے ہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ اور روایت مذکورہ میں تضاد ہے، قرآن کے الفاظ ہرگز ہرگز اس روایت کے مفہوم پر دال نہیں۔

اما واللہ لولا ما ادخل الضعفاء والمدلسون من مثل هذه الروایة ما فطر بال مطلع علی الایة الکریمة شیئ مما یؤمئون الیه فان نص الایة ظاهر جلی لا یحتمل معناه التاویل ولا یذهب الی النفس منه الا ان العتاب کان علی التهمل فی الامر والتریث به وان الذی کان یخفیه فی نفسه هو ذلک الامر الاهی الصادر الیه بان یهدم تلک الصلة المتاصلة فی نفوس العرب وان یتناول المعول هدمها کما قدر له ان یهدم اصنامهم بیده لاول

اللہ کی قسم اگر ایسی روایت کی طرح روایات گھڑنے اور جھوٹ بولنے والے نہ ہوں تو آیاتِ قرآنی پر غور کرنے والا شخص کوئی ایسی چیز نہیں پا سکتا جسے انہوں نے روایت مذکورہ میں بیان کیا ہے کیونکہ الفاظِ آیت نہایت ہی واضح ہیں ان میں کسی ہیر پھیر کی کوئی گنجائش نہیں مطالعہ کے بعد یہی بات حاصل ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس معاملہ پر آیت نازل ہوئی وہ آپ کا معاملہ میں تاخیر کرنا تھا، اور اپنے دل میں جو بات رکھے ہوئے تھے وہ یہی تھی کہ آپ کو اللہ کی طرف سے یہ حکم آچکا تھا کہ اس رسم بد کو لوگوں کے ذہنوں سے جڑ سے اکھاڑ پھینکو اور خود اس پر قدم اٹھاؤ جیسا کہ فتح

مرۃ عند فتح مکۃ
(رسالۃ فی تفسیر الفاتحۃ، ۲۰۱)

مکہ کے وقت اپنے ہاتھوں سے بتوں
کو توڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔

روایات صحیحہ بھی اس کا رد کرتی ہیں

جو بات صحیح روایات میں ہے وہ اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسم بد پر ضرب کاری لگوانے کے لئے حضور علیہ السلام کو اس فیصلہ سے آگاہ کر دیا تھا کہ عنقریب زینب کو زید طلاق دیدیں گے اور آپ سے ان کا نکاح ہو گا، حضور علیہ السلام نے زید کو اس بات سے آگاہ نہ فرمایا بلکہ یہ بات اپنے دل میں رکھی اور یہ خیال فرمایا کہ اس سے ایک بہت بڑا فتنہ برپا ہو جائے گا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس راز کو واضح کر دیں گے۔

امام بغوی اپنی تفسیر میں سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن زید بن جدعان کہتے ہیں کہ مجھے امام زین العابدین نے پوچھا کہ حضرت ابوالحسن (علی) رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کا کیا معنی کیا کرتے تھے؟ تو میں نے بتایا کہ جب زید نے حضور کی بارگاہ میں آکر عرض کیا اے اللہ کے نبی میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں تو آپ نے اسے پسند کیا مگر زید کو کہا کہ اسے طلاق نہ دو، امام زین العابدین نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا

لیس کذلک فان اللہ	معاملہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ
قد اعلمہ انہا ستکون	اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع دی
من ازواجہ وان زیداً	تھی کہ زید زینب کو طلاق دے
سیطلقہا فلما جاء زید	دیں گے اور ان کا نکاح آپ سے
قال انی اریدان اطلقہا	ہو گا جب زید نے آکے کہا کہ میں

قال امسك عليك زوجك واتقه الله تعالٰی فقال لم قلت امسك عليك زوجك وقد اعلمتك انها ستكون من ازواجك

طلاق دینا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا اسے نکاح میں رکھو پس اللہ تعالیٰ آیت نازل فرمائی کہ آپ نے اسے روکنے کا کیوں فرمایا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا تھا کہ یہ عنقریب آپ کی بیوی بنے گی۔

حضرت ملا علی قاری امام بغوی سے یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

هذا هو الاولى والاليق بحال الانبياء وهو مطابق للتلاوة

انبیا علیہم السلام کی شان کے یہی لائق و مناسب ہے اور آیات قرآنی کے مطابق بھی یہی ہے۔

(شرح الشفاء، ۲/۸۴/۳)

حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں

واصح ما فی هذا ما حكاه اهل التفسير عن علی بن حسين ان الله تعالٰی كان اعلم نبيه ان زينب ستكون من ازواجه فلما شكاها اليه زيد قال له امسك عليك زوجك واتق الله واخفی

اہل تفسیر نے جو کچھ اس سلسلہ میں روایت کیا ہے اس میں صحیح ترین وہی روایت ہے جو حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آگاہ فرما دیا تھا کہ عنقریب زینب تمہاری بیوی بنے گی جب زید نے شکایت کی تو

مافی نفسه ما اعلمه الله به من انه سیزوجها ایاه الله مبدیه ومظهره بتمام التزویج وتطلیق زیدلها (الشفاء، ۲: ۸۷۹)

آپ نے انہیں طلاق نہ دینے کا حکم دیا اور اس معاملہ کو مخفی رکھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ظاہر فرما دیا کہ زید نے طلاق دیدی اور حضرت زینب کا نکاح آپ سے ہوا۔

ان روایات کی تائید اللہ تعالیٰ کے یہ الفاظ بھی فرما رہے ہیں" وکان امر اللہ مفعولا" یعنی حضور کے لئے زینب کے ساتھ نکاح کرنا ضروری اور اللہ کا ہی حکم ہے۔

اس کے بعد قاضی عیاض لکھتے ہیں۔

ویوضح هذا ان الله لم یبد من امره معها غیر زواجه لها فدل انه الذی اخفاه صلی الله علیه وسلم مما کان اعلمه به تعالیٰ (الشفاء، ۲: ۸۷۹)

قرآنی الفاظ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کے زینب سے نکاح کے علاوہ کسی اور شی کا اظہار نہیں فرمایا جو واضح کر رہا ہے کہ یہاں مخفی شی وہی تھی جس سے اللہ نے آپ کو آگاہ فرمایا تھا۔

قرآن کریم اور صحیح روایات نے واضح کر دیا کہ روایت مذکورہ میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ تمام کا تمام من گھڑت ہے اس لئے یہ روایت ہرگز قابل قبول نہیں۔

انہیں آپ نے پہلی دفعہ ہی نہ دیکھا تھا

اس روایت کے موضوع ہونے پر یہ بات بھی دال ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد ہیں، انہیں آپ نے پہلی دفعہ ہی نہ دیکھا تھا بلکہ ان کی پرورش آپ کے ساتھ ہوئی آپ نے انہیں ہمیشہ سے دیکھا اور انہوں نے آپ کو دیکھا تھا۔

قاضی عیاض امام عبدالکریم بن ہوازن القیشری سے نقل کرتے ہیں۔

هذا اقدام عظیم من قائله وقلة معرفة بحق النبی صلی الله علیه وسلم ویغفله وکیف یقال رائها فاعجبه وهی بنت عمته ولم یزل یراها منذ ولدت ولو کان النساء یحتجبن منه صلی الله علیه وسلم وهو زوجها لزید	یہ نہایت گستاخی و بے ادبی اور حضور علیہ السلام کے رتبہ و مقام کی معرفت میں کمی ہے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے انہیں دیکھا تو وہ آپکو پسند آگئیں حالانکہ وہ آپ کی پھوپھی زاد ہیں آپ نے انہیں پیدائش سے لے کر اب تک دیکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح خود حضرت زید سے کروایا

(الشفاء بتعریف حقوق مصطفیٰ، ۲: ۸۸۰)

آپ سے نکاح کی خواہش کے باوجود حضرت زید سے نکاح کروایا

سورۃ احزاب میں آیت کریمہ ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب)

جب اللہ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ فرما دیں تو کسی مومن مرد و عورت کے لیے اس کے بعد اپنے معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رہ جاتا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ واضح طور پر گمراہ ہو گیا۔

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے حضرت زینب کو پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے اسے خوشی سے قبول کر لیا کہ عقد آپ سے ہو رہا ہے مگر جب انہیں علم ہوا کہ نکاح حضرت زید سے ہو رہا ہے تو انہوں نے اور ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش دونوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور کہا کہ میں آپ کی پھوپھی زاد ہوں اور زید غلام ہے لیکن حضور علیہ السلام نے شرف انسانیت کی خاطر اس پر اصرار فرمایا تو یہ آیت مبارکہ اور حکم نازل ہو گیا جب اللہ کا رسول فیصلہ فرما دے تو اب کسی مسلمان مرد یا عورت کو انکار کا حق نہیں رہ جاتا، ملا علی قاری نے یہی شان نزول ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فلما خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب رضیت وظنت انہ یخطبھا لنفسہ فلما علمت انہ یخطبھا لزید ابت وقالت انا ابنۃ عمتک یا رسول اللہ فلا ارضاہ لنفسی وکذلک کرہ اخوھا عبداللہ بن جحش فنزل

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے گمان کیا کہ شاید آپ نے مجھے اپنے ساتھ نکاح کے لیے کہا ہے تو نہایت خوش ہوئیں مگر جب انہیں اطلاع ملی کہ زید کے لیے ہے تو انکار کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ میں آپ کی پھوپھی

قولہ تعالیٰ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم فلما سمعا ذلک رضیا بما ھنالک وجعلت امرھا بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانکحھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیداً

(شرح الشفاء، ۲: ۳۴/۶)

ہوں میں زید کو پسند نہیں کرتی، اس طرح اس کے بھائی عبداللہ بن جحش نے بھی اسے ناپسند کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی مومن مرد و عورت کے کسی معاملہ میں فیصلہ کر دیں تو انہیں کوئی اختیار نہیں رہ جاتا۔ جب زینب نے یہ حکم سنا تو وہ فی الفور راضی ہو گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے تو آپ نے ان کا نکاح زید سے فرما دیا۔

ذرا سوچئے جب وہ حضرت زید سے نکاح سے پہلے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش کا اظہار کر رہی ہیں اور آپ ان سے نکاح نہیں فرما رہے، اب طلاق کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح فرما رہے ہیں تو اپنی خواہش سے نہیں بلکہ اپنے ربِ اکرم کے حکم سے فرما رہے ہیں تاکہ رسم بد تا قیامت ختم کر دی جائے۔

ائمہ امت کی تصریحات

اب آخر میں ائمہ امت کی چند تصریحات بھی ملاحظہ کیجئے جن میں اس روایت کو موضوع کہا ہے

۱- امام ابن العربی مذکورہ روایت اور اس طرح کی دیگر روایات پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے فی تنقیح الاقوال وتصحیح الحال (تنقیح اقوال اور صحتِ حال) کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ ہم نے متعدد مقامات پر واضح کر دیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ومامون ہوتے ہیں اور ہم نے یہ بھی واضح کیا کہ ہر نبی کے بارے میں وہی کہیے جو اللہ نے فرمایا اس پر اضافہ نہ کیا جائے کیونکہ روایات اور اخبار میں ایسا اضافہ اور زیادتی بھی ممکن ہے جس کی وجہ سے اسلام اور بانی اسلام پر طعن کا موقعہ ملتا ہے

فہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم	یہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ما عصی قط ربہ لا فی حال	کی ذات اقدس ہے۔ جس
الجاھلیۃ ولا بعدھا تکرمۃ	نے کبھی اللہ کی نافرمانی کا کبھی
من اللہ وتفضلاً وجلالاً	سوچا بھی نہیں نہ دورِ جاہلیت
اھلہ بہ المحل الجلیل الرفیع	میں اور نہ اس کے بعد، آپ
لیصلح ان یقعد معہ علی	پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم
کرسیہ للفصل بین	لطف اور فضل ہے کہ اللہ
الخلق فی القضاء یوم	تعالیٰ آپ کو قیامت کے
الحق وما نالت الاسباب	دن تمام مخلوق کے فیصلے کے
الکریمۃ والوسائل السلیمۃ	لیے اپنے ساتھ اپنی نشست

تحيط به من جميع جوانبه
والطرائف التجيبية تشتمل
على جملة الضرائب والقرناء
الا فراد يحيون نفسه و
الاصحاب الا مجاد يتنقون
له من كل طاهر اديب
سالم عن العيب هري
من الريب يا خذ د
نه عن العزلة وينقلونه
عن الوحدة فلا ينتقل
الا من كرامة الى كرامة
ولا ينزل الا مناذل السلامة
حتى فجئ بايحى نقابا اكرم
الخلق سليقة واصحابا
وكانت عصمته من
الله فضلاً لا استحقاقا
اذ لا يستحق عليه شيا رحمة
لا مصلحة كما تقوله القدرية
للخلق بل هي كرامة له
ورحمة به وتفضل عليه
واصطفاء له فلم يقع

جیسے بلند مقام پر فائز فرمائے
گا۔ ہمیشہ اہم اسباب اور
سلامتی والے وسائل نے
آپ کا احاطہ کیئے رکھا، عمدہ
ذرائع پر آپ کے احوال
قائم رہے، آپ کے قرین
نے آپ سے تعاون کیا، مبارک
فرشتوں سے آپ کا تعلق ہے
آپ ہر عیب سے محفوظ
اور ہر شک سے بری ہیں،
عزلت و وحدت سے تبلیغ
کی طرف لانے کے لیئے فرشتوں
کا نزول ہوا آپ کرامت سے
کرامت کی طرف ہی بڑھے
آپ منازل سلامتی پر رہے
حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے پردہ
ہٹا دیا۔ آپ عادات کے
اعتبار سے سب سے بزرگ
ہیں، آپ کی عصمت آپ
کا استحقاق نہیں بلکہ فضل الٰہی
ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ پر کسی کا حق

قط لا فی ذنب صغیر حاشا
للّٰہ ولا کبیر ولا وقع فی
امر یتعلق بہ لاجلہ نقص
ولا تعییر وقد مہدنا ذلک
فی کتب الاصول وھذہ
الروایات کلھا ساقط
الاسانید

(احکام القرآن، ۳: ۱۵۴۳)

تہیں نہ بطور رحمت اور نہ بطور
مصلحت جیسا کہ قدریہ کا عقیدہ ہے
بلکہ یہ محض اس کی طرف سے
رحمت اور فضل ہے، آپ پر تو
اس کا خصوصی فضل و لطف ہے
آپ تو اس کا انتخاب ہیں حاشا و کلا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی گناہ
میں مبتلا نہیں ہوتے نہ صغیرہ میں اور
نہ کبیرہ میں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ایسا کوئی عمل سرزد نہیں ہوا کہ
اسکی وجہ سے کوئی نقص اور عار
محسوس ہو ہم نے کتب اصول
میں اس پر طویل تمہید بیان کر
دی ہے اور ان تمام روایات
کی کوئی سند ثابت نہیں۔

۲۔ حضرت قاضی عیاض اس معاملہ کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں
یہ ممکن ہی نہیں کہ حضور علیہ السلام کسی شی کا حکم دیں یا اس سے منع
اور اپنے دل میں اس کے خلاف رکھیں، حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی

ما کان لنبی ان تکون لہ
خائنۃ الاعین

(سنن ابوداؤد، ۱: ۲۶۶)

کسی نبی کے یہ شایانِ شان ہی
نہیں کہ وہ آنکھ کی خیانت کرنے
والا ہو۔

تو جب نبی کا یہ عالم ہے تو وہ دل کا خائن کیسے ہو سکتا ہے ؟ اب اگر کوئی پوچھے کہ آیت کریمہ

وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس

کا کیا مفہوم ہے۔

(آپ دل میں مخفی رکھ رہے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے)

فاعلم لا تستریب فی تنزیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الظاھر وان یأمر زیداً بامساکھا وھو یحب بتطلیقہ ایاھا کما ذکر عن جماعۃ من المفسرین واصح ما فی ھذا ما حکاہ اھل التفسیر عن علی بن حسین

(الشفاء - ۲ : ۸۷۹)

یہ جو کچھ بعض لوگوں نے بیان کیا کہ آپ نے طلاق دلوانے کا ارادہ رکھتے ہوئے زید کو طلاق سے منع کیا اس سے اللہ کے حبیب کی ذات منزہ و مبرا ہے اس سلسلہ میں صحیح وہی روایت ہے جو مفسرین نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

وانما تنکر تلک الزیادات التی فی القصۃ والتعویل والاولیٰ ما ذکرناہ عن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(الشفاء، ۲ : ۸۸۲)

اس سلسلہ میں روایات کے اندر جو اضافات ہیں ان کا انکار کیا جائے گا، معتمد اور صحیح قول وہی ہے جو حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) سے مروی ہے

۳ ۔ عظیم محدث ابن فورک تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

ومن ظن ذلک بالنبی صلی	جو شخص یہ گمان کرے کہ اللہ کے
اللہ علیہ وسلم فقد اخطاء	حبیب کے اندر ایسا معاملہ تھا
(الشفاء، ۲ : ۸۸۲)	تو وہ نہایت ہی غلط شخص ہے

۴ ۔ حافظ ابن کثیر تصریح کرتے ہیں کہ ایسی روایات سے استدلال تو کجا یہ تو قابلِ ذکر ہی نہیں ہیں ۔

اجبنا ان نضرب عنها	ہم ایسی روایات سے عدمِ صحت
صفحاً لعدم صحتها فلا نوردها	کی وجہ سے اعراض کرتے ہوئے
(تفسیر القرآن العظیم، ۳ : ۴/۹۱)	انہیں ذکر ہی نہیں کر رہے ۔

۵ ۔ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری القرطبی ایسی روایات کے راویوں کو جاہل قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

فاما ما روی ان النبی صلی اللہ	یہ جو نقل کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم هوی زینب امرأة	علیہ وسلم زید کی بیوی کو چاہتے تھے
زید وربما اطلق بعض الجهال	بعض پاگلوں نے تو یہ کہہ دیا کہ آپ
لفظ عشق فهذا انما یصدر	نے اس سے عشق کیا یہ باتیں اس
عن جاهل بعصمة النبی صلی	سے صادر ہو سکتی ہیں جو عصمتِ
اللہ علیہ وسلم عن مثل هذا	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاہل یا
، ومستخف بحرمته ۔	آپ کا بے ادب و گستاخ ہو ۔

(الجامع لاحکام القرآن، ۴ : ۱/۱۲۴)

۶ ۔ علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں یہ قصہ من گھڑت ہے اسے کسی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا

وللقصاص فی هذه القصة کلام لاینبغی حیز القبول (روح المعانی، پ۲۲: ۲۴)

بعض قصہ بیان کرنے والے کی کچھ گفتگو ہے جو کسی طرح بھی قبول نہیں کی جاسکتی۔

۷۔ آگے چل کر شرح مواقف کے حوالے سے تحریر کیا۔

ان هذه القصة مما یجب صیانة النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن مثله (روح المعانی، پ۲۲: ۲۵)

یہ ایسی روایت ہے جس سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

۸۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ایسی روایات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وردت آثار اخری اخرجها ابن ابی حاتم وابطری ونقلها کثیر من المفسرین لاینبغی التشاغل بها (فتح الباری)

کچھ ایسی مرویات ہیں جنہیں ابن ابی حاتم اور طبری نے تخریج کیا اور متعدد مفسرین نے انہیں نقل کر دیا حالانکہ ان کا تذکرہ اور نقل کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

حضور ﷺ کے متعدد نکاحوں پر اعتراضات
کا
تحقیقی جواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تالیف

شیخ محمد علی صابونی

استاذ جامعہ ام القری مکۃ المکرمۃ

ترجمہ

مولانا محمد عارف سعید ہمدمی

نام کتاب حضور کے متعدد نکاحوں پر اعتراضات کا تحقیقی جواب

تالیف مفسر قرآن شیخ محمد علی صابونی

ترجمہ مولانا محمد عارف سعید ہمدمی

نظر ثانی علامہ غلام نصیر الدین چشتی

ناشر عالمی دعوت اسلامیہ

شرفِ انتساب

یہ حقیر سا نذرانۂ عقیدت
امّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن
کے حضور جن کے وسیلۂ مبارکہ سے مسلمانوں کو سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی سنتوں کی اتباع کا طریقہ معلوم ہوا۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد عارف سعید ہمدمی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

قبل از اسلام معاشرۂ عرب کی حالت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عرب ہر اس چیز کو اپنا معبود بنا لیتے تھے جو کہ ان کی عقل و فہم سے ماورا ہوتی تھی اور خاص طور پر انہوں نے پتھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے تراشا اور پھر اسی کی عبادت بھی کرنے لگے۔ اس کے علاوہ وہ ہر قسم کی اخلاقی و معاشرتی برائی میں مبتلا تھے یہاں تک کہ ہادیٔ امتِ رسولِ خدا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ظلمتوں کی دبیز تہیں آہستہ آہستہ اُترنے لگیں اور ان کی جگہ نور نے اپنا بسیرا شروع کر دیا اور پھر ۲۳ تیئیس برس کے عرصہ کے بعد ایک وقت وہ آیا جب اسلام مکمل طور پر سامنے آگیا اور اعلان کر دیا گیا کہ آج کے بعد کوئی مشرک یا کافر بیت اللہ میں داخل نہیں ہو سکتا بلکہ صرف مؤمن ہی اس میں داخلہ کا اہل ہے یہ سب کچھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات۔ اور سیرت و کردار کی وجہ سے حاصل ہوا۔ اس دوران آپ نے اسلام اور اہل اسلام کی عزت کے لیے مختلف خاندانوں کے ساتھ رشتۂ مصاہرت قائم کر کے نہ صرف ان خاندانوں کو پہلے سے زیادہ محترم بنا دیا بلکہ اسلام کی عددی قوت میں بھی اضافہ فرمایا جس کی وجہ سے مختلف مواقع پر مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن بدزبان جھوٹے اور مکار مستشرقین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ شادیاں کرنا پسند نہ آیا اور آپ کے وصال کے بعد انہوں نے اس پہلو سے آپ کی

شانِ اقدس میں گستاخیاں اور الزام تراشیاں شروع کر دیں کہ
پ (نعوذ باللہ من ذلک) شہوت پرست اور اپنی خواہشات
نسانی کے تابع تھے اسی وجہ سے آپ نے خود چار سے زیادہ،
ادیاں کیں۔ (جبکہ اپنی امت کے لیے بیک وقت چار شادیوں کی
اجازت دی) وغیرہ۔

ان افتراء پردازیوں اور بہتان تراشیوں کا مقصد صرف یہی تھا کہ
سلمانوں کے نزدیک خدا تعالےٰ کے بعد سب سے بڑھ کر جو ہستی
محبوب و مکرم ہے اسکی ذاتِ مقدسہ پر اس پہلو سے کیچڑ اچھال
کر اندازہ لگایا جائے کہ کیا مسلمان اپنی آنکھوں کے حوالہ سے سرکار دو
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیوں پر خاموشی کی مہر
لگا کر بیٹھے رہیں گے یا کہ کوئی عاشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہماری
طرح اٹھنے کی جرأت کرے گا۔ لیکن شاید انہیں اندازہ نہ تھا کہ مسلمانوں
کی مذہبی غیرت و حمیت کا ابھی اتنا جنازہ نہیں نکلا کہ وہ اپنے آقا
علیہ الصلوۃ والسلام کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں کی جانے والی گستاخیوں
پر گستاخانِ احمد مجتبیٰ سے مواخذہ نہ کریں اور انہیں دندان شکن
جواب نہ دیں۔ چنانچہ ان گمراہ مستشرقین کی طوطیاں بند کرنے کے لیے
آج سے ۲۷ برس پہلے المکرمۃ۔ المکرمۃ یونیورسٹی کے استاد مفسرِ قرآن
جناب محمد علی الصابونی نے رابطہ عالم اسلام کے دفتر میں جمع وفود
کے سامنے ایک مقالہ پیش کیا جس کا عنوان تھا شبہات واباطیل حول تعدد
زوجات الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جسے ۱۹۸۰ء میں سنیہ حسن عباس شربتلی
نے شائع کیا اور عالم اسلام کے مسلمانوں کی صحیح ترجمانی فرمائی۔

بندۂ ناچیز علوم اسلامیہ کی تحصیل کے دوران اپنے مختلف اساتذ
کی شفقتوں سے مستفیض ہوتا رہا جو کہ تحریری میدان میں اس وقت
اہلسنت وجماعت کے عقائد کی مختلف ذرائع ابلاغ سے حقیقی ترجمانی
کر رہے ہیں انہیں دیکھ کر مجھے بھی تحریری شوق پیدا ہوا اور بالآخر
جب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں موقوف علیہ (بی اے) کا سال آیا
تو چند ایک ساتھیوں نے مل کر جامعہ کے طلباء کا ترجمان سہ ماہی رسالہ
لوح وقلم کے عنوان سے شروع کیا جس سے اس میدان کی باریکیوں کا
کچھ تجربہ حاصل ہوا اس میں راقم کی طرف سے بھی چند مضامین کو شامل
کیا گیا اس دوران بھی سرمایہ اہلسنت ادیبِ ملت شیخ الحدیث استاذی
المکرم مولانا عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی اور نازشِ اہلسنت مولانا
محمد منشاء تابش قصوری اور صوبی دمشفق استاذ المکرم مولانا غلام نصیرالدین
نصیر چشتی صاحب کی خصوصی ہدایات معاون و ممد بنیں ۱۹۹۴ء میں تکمیل تعلیم
کے بعد مجھے سیالکوٹ کے ایک دینی ادارہ مدینۃ العلم دارالعلوم مجددیہ
میں بطور مدرس بھیجا گیا وہاں میری نظر اس رسالے پر پڑی میں نے اسکا
مطالعہ کیا تو مجھے بیحد خوشی و مسرت ہوئی اور سوچا کہ اگرچہ مجھے آتا تو کچھ
نہیں لیکن فارغ وقت کو گزارنے کے لیئے جس طرح کا بھی ہو سکے اسکا
ترجمہ ہی کر دینا چاہیئے۔ اسی دوران ادیبِ اہلسنت مشفقی مولانا مفتی محمد خان
قادری صاحب کا وہاں خطاب ہوا تو آپ نے مجھے مزید حوصلہ عطا فرمایا
کہ تم اس کا ترجمہ کرو ہم اسے عالمی دعوت اسلامیہ کی طرف سے شائع
کر دیں گے چنانچہ بندہ کا شوق دوگنا ہو گیا اور پھر بفضلہ تعالیٰ آہستہ
آہستہ کر کے اس کا ترجمہ مکمل ہوا۔ اور اس پر نظر ثانی کے لیے عاجز نے

اپنے استاذ محترم جناب مولانا غلام نصیر الدین نصیر چشتی صاحب سے عرض کیا تو آپ نے اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اس پر نظر ثانی فرما کر ممنون احسان فرمایا۔

اس رسالہ کو شائع کرنے کا سہرا اہلسنت وجماعت کی ایک کے سر ہے جنہوں نے اس سے پیشتر بھی درجنوں کتابیں شائع کر کے اہلسنت کے عقائد و اعمال کی حفاظت کی ہے اور بندۂ ناچیز ان کی حوصلہ افزائی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ تو بہر حال اس سلسلہ میں جن حضرات نے جس طریقہ سے بھی تعاون فرمایا ہے بندۂ ناچیز ان کے لیے دعا گو ہے کہ ان سب حضرات کو مولائے کریم اپنی جناب خاص سے اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کے علم و فضل اور عمر میں برکت عطا فرمائے تاکہ یہ اسی طرح اہلسنت وجماعت کی خدمت میں مصروف رہیں۔ اور اس رسالہ کو خداوند قدوس مصنف و مترجم کے لیے باعث نجات اور عوام الناس کے لیے نفع مند بنائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم۔

اللّٰھم اغفر لی ولوالدیّ ولاساتذتی ولسائر المؤمنین والمؤمنات بوسیلۃ حبیبک الکریم الرؤف الرحیم۔

محمد عارف سعید ہمدمی

موسیٰ پور۔ ڈاکخانہ ایمن آباد تحصیل وضلع گوجرانوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تمام تعریفات اللہ رب العزت کے لیئے ہیں اور صلوٰۃ وسلام ہو اس کی مخلوق سے منتخب شدہ ہمارے آقا و مولا حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اصحابہ کرام اور قیامت تک احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والوں پر۔ اور اس کے بعد میں آپ کو اسلام کے سلام کے ساتھ سلام پیش کرتا ہوں اللہ کی طرف سے پاک اور بابرکت سلام اور اللہ تعالےٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنی محبت اور رضا پر جمع کرے توفیق و اخلاص اور قول و عمل میں ثابت قدمی عطا فرمائے ہمیں کامل ایمان اور یقینی صدق نصیب فرمائے۔ بیشک وہ سننے والا اور جاننے والا اور دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔

میرے فاضل بھائیو!

کیا آپ نے دن کے درمیان میں روشن چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا اس کا نظارہ کیا ہے جس کو کوئی پردہ نہیں ڈھانپ سکتا اور نہ ہی کوئی بادل یا کہر چھپا سکتا ہے۔ اگر کوئی انسان اس کے نور کو بجھانا چاہے یا اس کی روشنی کو آنکھوں سے چھپانا چاہے اور اپنے منہ سے اس کو پھونک مارے یا اس کی روشنی کو آنکھوں سے چھپانا چاہے اور اپنے منہ سے اس کو پھونک مارے یا اپنی عباء (لمبی چادر) کو اس کے سامنے پھیلائے تو کیا نور غائب ہو جائے گا۔ یا روشنی چھپ جائے گی؟ نہیں نہیں۔

اسی طرح ہمارا سورج ہے جس کے بارے میں اس پیاری شام میں ہم گفتگو کرنے والے ہیں۔

معزز حضرات ہم سماوی سورج کے متعلق بات نہیں کریں گے بلکہ زمینی سورج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔ ہم جلانے والے سورج کے بارے گفتگو نہیں کریں گے بلکہ ہماری گفتگو کا عنوان چمکنے والے سورج کی ہے۔ کیا آپ نے اس آفتاب کو پہچانا؟ بیشک یہ آفتاب نبوت شمس رسالت ہے ہدایت و معرفت کا سورج ہے۔ یہ آفتاب چمکنے والی روشنی پھیلنے والا نور اور وہ نورانی چراغ ہے جس کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے زندگی کی بد بختیوں کو متفرق کر دیا اور لوگوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالا یہ ذات ذات محمدی ذات احمدی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ ہے۔

اور اللہ تعالےٰ نے یہ برحق فرمایا ہے:۔

وہ (کفار) اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور، اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کافر ناپسند کریں۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناپسند کریں

یہ شمس ارضی ہے جس کے متعلق اس شام میں ہماری گفتگو ہوگی اور جس کے متعلق قرآن کریم اس دلکش اور جامع وصف میں گویا ہوا ہے کہ اے میرے پیارے نبی بیشک ہم نے آپ کو حاضر و ناظر خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف اس کے اذن سے بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ الآیۃ۔ الاحزاب ۴۶

اور یہ روشن چراغ آفتابِ نبوّت ھی تو ہے جس کی روشنی اور آب وتاب سے پوری زمین چمک گئی اور زمانے پر اسکے روشن نور کی بارش غالب آگئی۔ اور اسکو صاحبِ بصارت لوگوں نے دیکھا جبکہ اندھوں اور کانوں نے اس کا انکار کیا۔ اور کسی قائل کا کہنا اللہ ہی کے لیئے ہے۔

" اور ہمارا آفتاب معزز آسمان میں چمکنے والا ہے۔ جب معذور اسے دیکھنے سے اندھے ہو جائیں تو ان کا اندھا ہونا اسے نقصان نہیں پہنچاتا"

زمانۂ قدیم سے دشمنانِ اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ مبارکہ میں شک پیدا کرنے، آپ کی رسالت میں طعن و تشنیع اور آپ کی بزرگی کے بارے میں عیب لگانے کی راہ پر چلے ہیں وہ جھوٹی اور باطل دلیلوں کو آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں تاکہ وہ مؤمنین کو ان کے دین کے متعلق شک میں مبتلا کریں اور لوگوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت پر ایمان لانے سے دور کر دیں۔ اور انبیاء و مرسلین کے بارے میں اس کی گمراہ کن جھوٹی باتوں اور بہتان تراشیوں کو سُن کر ہمیں متعجب نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی اپنی عمدہ مخلوق کے حق میں سنّت ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنّت کو کوئی بھی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور خدائے تعالیٰ کا یہ ارشادِ برحق ہے کہ:

اور اسی طرح ہم نے مجرمین میں ہر نبی کے لیے دشمن بنایا ہے اور کافی ہے (تیرے لیے) تمہارے رب کا ہادی اور مددگار ہونا۔ الآیۃ۔

اُمّہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے متعلق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اُن سے شادی فرمانے کی حکمت کے بارے میں گفتگو کرنے سے پہلے میں ایک مختصر سے شبہہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جس کے

اثرات کو صلیبی کینہ پروروں اور مغربی متعصبین نے پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے اس کی بہت زیادہ تردید کی ہے تاکہ اس طرح وہ عقائد کو خراب کر سکیں حقائق کو مسخ کر سکیں اور صاحبِ رسالت عظمیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت میں کوئی عیب نکال سکیں۔

اعتراض ۱! وہ کہتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نعوذ باللہ من ذٰلک) شہوت پرست مرد تھے جو کہ اپنی خواہشات اور لذات کے پیروکار تھے اور اپنی بُری خواہشات کے ساتھ چلتے تھے۔ انہوں نے ایک یا (زیادہ سے زیادہ) چار بیویوں پر اکتفا نہیں کیا۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی امت پر مقرر کی ہیں بلکہ متعدد بیویاں رکھیں پس اُنہوں نے شہوت اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے دس یا اس سے زیادہ شادیاں کیں۔

۲: جس طرح کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ فرق ہے اس شخص کے درمیان جو اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے اور نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے جیسا کہ عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام اور اس شخص کے درمیان جو شہوت کی پیروی کرتا ہے۔ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنی بڑی بات اُن کے مونہوں سے نکلی ہے وہ جھوٹ بکتے ہیں (الکہف ۵)

حق بات یہ ہے کہ یہ کینہ ور اور جھوٹے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہوانی خواہشات والے مرد نہیں تھے آپ تو انسانی رسول تھے جنہوں نے دیگر انسانوں کی طرح شادیاں کیں تاکہ سیدھی راہ چلنے میں آپ اُن کے لیئے مقتدا بن جائیں۔ وہ نہ تو خدا تھے اور

نہ ہی خدا کے بیٹے جیساکہ عیسائی اپنے نبی کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ تو عام لوگوں کی طرح ایک انسان ہیں اللہ تعالےٰ نے وحی اور رسالت کے ساتھ انہیں عام لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے فرما دیجئے میں تو تمہاری طرح ایک انسان ہوں کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے الآیۃ۔ الکہف۔۱۰

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں کوئی نئے رسول نہیں کہ ان کی سنّت کی مخالفت کی جائے یا ان کے طریقہ کو چھوڑ دیا جائے انبیاء و مرسلین کرام کے متعلق قرآن کریم اللہ تعالےٰ کے ارشاد کو بیان فرماتا ہے۔ اور تحقیق ہم نے آپ سے قبل بھی رسول بھیجے اور ہم نے ان کے لیے بیویاں اور بچے بنائے الآیۃ الرعد۳۸ تو (اس ارشاد پاک کی موجودگی میں) وہ لوگ کس بنیاد پر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بے سروپا رذیل باتوں کو پھیلاتے ہیں لیکن ایک شاعر کہتا ہے۔

کبھی آنکھ درد کی وجہ سے سورج کی روشنی کا انکار کرتی ہے
اور کبھی منہ بیماری کی وجہ سے پانی کے ذائقے کا انکار کرتا ہے

اور اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان سچا ہے کہ

شان یہ ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں بلکہ دل (کی آنکھیں) اندھے ہیں جو کہ (ان کے) سینوں میں ہیں الآیۃ۔ الحج۔ ۴۶

میرے فاضل بھائیو!

اس مقام پر دو بنیادی نکتے ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ذات کریمہ سے شبہات کو دور کرتے ہوئے ہر ایسے جھوٹے اور بدبخت کے منہ میں پتھر پھینکتے ہیں جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات شریف میں کسی نقص کا ارادہ کرتا ہے ہمارے لیئے ضروری ہے کہ ہم ان (نکتوں) سے غافل نہ ہوں اور امہات المؤمنین کے متعلق اور آپ کی ازواج مطہرات (رضوان اللہ تعالےٰ علیہنّ اجمعین) کے متعدد ہونے کی حکمت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ان کو اپنے پیش نظر رکھیں۔

دو اہم نقطے :۔

اوّل (۱):۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے کے بعد اپنی زوجات کو متعدّد کیا۔ (یعنی پچاس سال کی عمر کے بعد)

ثانی (۲):۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا آپ کی تمام ازواج ثیبہ (بیوہ) تھیں صرف آپ ہی (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا) تمام زوجات میں باکرہ تھیں جب حضور نے ان سے نکاح فرمایا۔

ان دو نکتوں سے ہم پوری صاف دلی سے اس تہمت کے پھیکے پن اور اس دعوی کے بطلان کو جان سکتے ہیں جسکو مستشرق حاسدوں نے سرکار کی ذات کے ساتھ چپکانے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ اگر ان شادیوں کا مقصد خواہشات کی پیروی یا صرف عورتوں سے لطف اندوز ہونا ہوتا تو آپ جوانی میں شادیاں کرتے نہ کہ بڑھاپے میں جوان عورتوں سے شادی فرماتے نہ کہ بیوہ بوڑھی عورتوں سے حالانکہ آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خود یہ فرمایا

جبکہ آپ نے ان کے چہرے پر خوشی اور رنگ کا اثر دیکھا۔
کیا تم نے شادی کی ہے؟ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا باکرہ سے یا ثیبہ سے عرض کیا ثیبہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی تم اس سے ہنستے وہ تم سے ہنستی، الحدیث،
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری سے شادی کرنے کا اشارہ فرمایا آپ لطف اندوز ہونے اور شہوت پرستی کے راستے کو جانتے ہیں تو کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ آپ بیواؤں سے شادی کریں اور کنواریوں کو چھوڑ دیں اور بڑھاپے میں شادی کریں جوانی کو چھوڑ دیں جبکہ آپ کی غرض محض استمتاع اور شہوت ہو؟
بے شک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اپنی جانوں اور روحوں کو سرکار کے قدموں پر فدا کرتے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کنواری اور حسین وجمیل بیٹیوں میں سے کسی سے بھی شادی کرنا چاہتے تو اُن میں سے کوئی بھی اس خوش بختی کو حاصل کرنے میں دیر نہ کرتا۔ (سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ) تو پھر آپ نے جوانی اور اور شباب کے ابتدائی حصہ میں زوجات کو متعدد کیوں نہیں فرمایا اور کنواریوں کو چھوڑ کر ثیبات سے شادیاں کیوں کیں؟۔
بلاشک یہ سوال جھوٹ و افتراء کو دور کرتا ہے ہر شبہے اور بہتان کو باطل کرتا ہے اور جو بدبخت حضور اقدس کی شان میں کسی قسم کی جھوٹی بات کرتا ہے یا آپ سے سنی ہوئی پاکیزہ باتوں کو مسخ

کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس پر رد کرتا ہے۔

آپ کی شادیاں شہوت یا خواہشاتِ نفسانی کے قصور سے نہیں تھیں بلکہ یہ عظیم حکمتوں عمدہ نتائج اور مقررہ اہداف کے لیئے تھیں جن کا اقرار دشمنوں نے بھی کیا جب انہوں نے اندھے تعصب کو چھوڑ دیا۔ اور انہوں نے عقل و وجدان کی منطق کا فیصلہ دیا اور وہ عنقریب ایک فاضل، کریم انسان اور رحیم نبی کی ان شادیوں میں ایک اعلیٰ مثال پائیں گے جو (نبی) کہ غیر کی اصلاح اور دعوتِ اسلام کے لیے اپنے آرام و راحت کو قربان کرتا ہے۔

میرے فاضل بھائیو!

حضور کے متعدد زوجات کرنے میں کثیر اور گہری حکمتیں ہیں جن آئندہ اجمالاً ہی ذکر کرنا ہمارے لیے ممکن ہے۔

(۱) حکمتِ تعلیمی۔

۲:۔ حکمتِ تشریعی۔

۳:۔ حکمتِ اجتماعی۔

۴:۔ حکمت سیاسی۔

ہم اختصار کے ساتھ ان چاروں قسم کی حکمتوں کے بارے گفتگو کریں گے۔ اس کے بعد امہات المؤمنین کے متعلق اور ہر ایک کے ساتھ شادی کی حکمت کے بارے مستقل گفتگو کریں گے اور اللہ تعالےٰ سے ہی ہم مدد کے طلب گار ہیں۔

اوّل حکمتِ تعلیمیہ :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد زوجات فرمانے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کے لیئے کئی معلمات تیار کی جائیں جو انہیں شرعی احکام سکھائیں اس لیے کہ ان پر مردوں کی طرح بہت سی تکالیف ڈالی گئی ہیں اور ان میں سے اکثر عورتیں بعض امور شرعیہ اور خاص کر ان سے متعلق احکام مثلاً حیض، نفاس۔ جنابۃ اور حقوق زوجیت وغیرہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کرنے میں شرماتی تھیں اور جب بھی ان مسائل میں سے کسی کے بارے میں سوال کرنے کا کوئی ارادہ کرتی تو اس پر شرم وحیاء غالب آجاتی تھی جیساکہ آپ کے اخلاق میں کامل حیاء شامل تھی جس کے بارے میں احادیث وسنن کی کتابیں روایت کرتی ہیں کہ آپ کنواری لڑکی جو اپنی چادر میں ہو سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ آپ عورتوں کی طرف سے پیش کیے گئے ہر سوال کا صراحت و وضاحت کے ساتھ جواب نہیں دے سکتے تھے بلکہ بعض اوقات کنایات استعمال فرماتے تھے (جیساکہ کتب حدیث میں مذکور ہے) اور سائلہ کبھی کنایہ سے آپ کی مراد کو نہیں سمجھتی تھی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتیں ہیں کہ انصار کی ایک خاتون نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حیض کے غسل کے متعلق سوال کیا آپ نے غسل کا طریقہ سمجھایا پھر اُسے

فرمایا ایک خوشبودار کپڑا لے کر اس کے ساتھ پاکی حاصل کرو اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اس کے ساتھ کیسے طہارت حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا۔ پس تم طہارت حاصل کرو۔ اس نے پھر عرض کیا کہ میں کیسے پاکیزگی حاصل کروں (وہ حضور کے کنایہ کو نہیں سمجھ رہی تھی) آپ نے اُسے فرمایا سبحان اللہ اس کے ساتھ پاکی حاصل کرو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور اُسے کہا کہ اس کپڑے کو فلاں جگہ پر رکھو اور خون کے اثر کو اس کے تابع کرو اور میں نے صراحت کے ساتھ اس جگہ کا ذکر کیا جہاں پر اُس نے کپڑے کو رکھنا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح صراحت کرنے سے حیاء فرماتے تھے۔ اور بہت کم ایسی خواتین بھی تھیں جو اپنے نفس اور حیاء پر غلبہ حاصل کر کے واضح طور پر درپیش مسئلہ کے متعلق سوال کرتی تھیں جس کی مثال صحیحین میں مروی حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی حدیث ہے جس میں آپ فرماتی ہیں۔ ابو طلحہ کی زوجہ اُمّ سُلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ اللہ تعالےٰ حق بات کہنے سے حیاء نہیں فرماتا کیا جب عورت کو احتلام ہو تو اس پر بھی غسل ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں جب کہ وہ پانی دیکھے حضرت اُمّ سلمہ نے اُمّ سلیم کو) فرمایا تو نے عورتوں کو رُسوا کر دیا ہے کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر عورت کو احتلام نہ ہو تو) پھر بچہ

اُس کے مشابہ کیسے ہوتا ہے۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ بچہ مرد و عورت کے پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی لیے اس کی مشابہت ماں کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا فرمایا جسے ہم آزماتے ہیں پس ہم نے اُسے سننے والا اور دیکھنے والا بنایا (الآیۃ) الدھر۔ ۲

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے امشاج کے متعلق فرمایا۔

امشاج یعنی اخلاط۔ اور مشیج و مشیج وہ چیز جس کا بعض بعض میں مخلوط ہو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا یعنی مرد اور عورت کا پانی جب دونوں جمع ہو جائیں اور آپس میں مل جائیں۔

اور اسی طرح کے مشکل میں ڈالنے والے کئی سوال تھے کہ جن کا جواب بعد میں آپ کی ازواجِ مطہرات کو دینا پڑتا تھا اسی لیے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں، اللہ تعالےٰ انصاری عورتوں پر رحم فرمائے ان کو حیاء نے دین سیکھنے سے منع نہیں فرمایا۔

اور ان میں سے کوئی عورت اندھیرے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی طرف آتی تاکہ ان سے بعض دینی امور اور حیض، نفاس، جنابت وغیرہ کے احکام کے متعلق سوال کرے تو حضور کی ازواج مطہرات ان کے لیے بہترین معلمات اور عمدہ راہ دکھانے والی ہوتیں اور انہیں کے طریقہ سے عورتوں نے اللہ کے دین میں سمجھ بوجھ حاصل کی

یہ معلوم شدہ بات ہے کہ سنّت مطہرہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا نام نہیں ہے بلکہ یہ آپ کے قول، فعل اور تقریر تینوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر ایک شریعت کا حصّہ ہے جس کی اتباع امت پر ضروری ہے تو ان مکرّمات امہات المؤمنین اور دنیا و آخرت میں حضور کی ازواج طاہرات کے علاوہ کون ہے جو گھر میں حضور کے اقوال اور افعال کو ہمارے لیے نقل کرتا۔ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احوال و اطوار اور گھر کے افعال کو نقل کرنے میں ازواج مطہرات کو بہت فضیلت حاصل ہے۔ اور ازواج مطہرات میں سے ہی بعض معلمات اور محدثات ہیں جنہوں نے آپ کی سیرت کو نقل کیا اور وہ قوت حافظہ قابلیت اور لیاقت میں مشہور ہوئیں۔

۲۔ حکمت تشریعی!

اب کچھ گفتگو حکمت تشریعی کے متعلق جو کہ تعدّد زوجات کی حکمت کا جزء ہے اور یہ حکمت بالکل ظاہر ہے جس کا مکمّل طور پر ادراک کیا جا سکتا ہے۔ حکمت ہے کہ آپ نے متعدّد شادیاں زمانۂ جاہلیت کی بعض ناپسندیدہ عادات ختم کرنے کے لیے کیں تھیں مثلاً کسی کو منہ بولا بیٹا بنانے کی بدعت کہ عرب اسلام سے قبل ایسا کرتے تھے اور یہ ان کے لیئے موروثی دین تھا۔ کوئی شخص کسی کو اپنا متبنّیٰ بیٹا بنا لیتا تھا جو کہ اس کی پُشت سے نہیں تھا۔ اور اُسے صلبی بیٹے کے حکم میں رکھتا تھا اور جیسا کہ نسبی بیٹوں کے احکام ہوتے ہیں (مثلاً میراث، طلاق، شادی رضاعی محرمات، اور نکاح

کے ساتھ حرام ہونے والی اشیاء وغیرہ) متبنّٰی کو بھی اسی طرح حقیقی بیٹا بنا لیتے تھے اور تمام احوال میں نسبی بیٹے کی طرح احکام جاری کرتے تھے مثلاً میراث، طلاق، شادی، دودھ کے ذریعے اور نکاح کے سبب حرام ہونے والی چیزیں وغیرہ کہ جو ان میں متعارف تھیں اور یہ تقلیدی دین تھا جس کی جاہلیت میں پیروی کی جاتی تھی ان میں سے کوئی غیر کے بچے کو بیٹا بنا کر کہتا تھا تو میرا بیٹا ہے میں تمہارا وارث ہوں اور تم میرے وارث ہو۔ اور اسلام کے لائق یہ بات نہیں تھی کہ وہ باطل پر برقرار رہیں اور نہ ہی یہ بات لائق تھی کہ وہ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں۔

(ہاتھ پاؤں مارتے پھریں)

۱۱۔ تمہیدی طور پر اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو الہام کیا کہ بچوں میں سے کسی کو اپنا بیٹا بنائیں یہ حکم بعثت نبوی سے پہلے تھا لہٰذا عرب کے دستور کے مطابق زید بن حارثہ کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اور اُن (زید بن حارثہ) کے بیٹا بنانے کے سب میں بڑا عجیب قصہ اور غریب حکمت ہے جس کا ذکر جگہ کی تنگی کی وجہ سے ممکن نہیں ہے۔ اور اس طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو بیٹا بنایا تو لوگ اس دن کے بعد زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآن پاک نازل ہوا (انہیں اپنے آباء کے نام کے ساتھ پکارا جائے یہ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زید بن حارثہ بن شراحیل ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب بنت جحش الاسدیہ سے کی تھی اور انہوں نے ایک مدت تک اُن کے ساتھ زندگی بسر کی لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ان دونوں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ وہ اُنہیں (زید بن حارثہ کو) سخت بات کہتی تھیں۔ اور اپنے آپ کو اُن سے زیادہ معزز سمجھتی تھیں کیونکہ حضور کے متبنّیٰ بنانے سے قبل وہ غلام تھے جبکہ یہ اعلیٰ حسب ونسب والی تھیں۔

اللہ تعالےٰ کی حکمت کے تحت حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ ان سے (حضرت زینب سے) شادی کریں تاکہ تبنّیٰ کی بدعت کا بطلان کیا جائے اور اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کیا جائے اور وہ جاہلیّت پر اپنے اصولوں کی وجہ سے غالب آجائے۔

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم منافقین اور فجار کی زبانوں سے ڈرتے تھے کہ وہ اس معاملے میں بکواس کرتے ہوئے کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کی ہے پس آپ نے تھوڑی سے تاخیر فرمائی تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالےٰ نے وعید سنائی۔

اور آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں پس جب زید نے اُس سے حاجت پوری کی تو ہم نے آپ کا نکاح اُس سے کر دیا تاکہ مؤمنین کے لیئے اپنے

منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں حرج نہ ہو جب وہ اُن سے اپنی حاجت کو پورا کر لیں اور اللہ تعالےٰ کا امر ہونے والا ہے الآیہ اور اس طرح تبنی کا حکم ہوا اور وہ عادات باطل ہو گئیں کہ زمانۂ جاہلیت میں جن کی پیروی کی جاتی تھی اور جو موروثی دین تھا کہ جس سے الگ ہونے کی گنجائش نہ تھی اللہ تعالےٰ کی نئی شریعت کی تاکید کے لیئے یہ ارشادِ ربانی نازل ہوا۔

نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہر شئی کو جاننے والا ہے آلایہ۔ الاحزاب۔ ۴۰

یہ شادی اللہ تعالےٰ کے حکم سے تھی نفسانی خواہش اور شہوت کے سبب سے نہ تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے دشمنوں میں سے بعض کذاب جھوٹی خبریں پھیلانے والے کرتے ہیں۔ اور یہ شادی عمدہ غرض اور شریف غایت کے لیے تھی کہ جاہلیت کی عادات کو باطل کرتا اور اللہ نے اس غرض کی صراحت اپنے اس قول سے کی ہے "لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائھم اذا قضوا منھن وطراً"، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا دیگر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں فخر سے کہتی تھیں تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی ہے جبکہ میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اُوپر سے کی ہے۔ (الحدیث)

یہ شادی شریعت بنانے کے لیے تھی اور حکیم و علیم کے حکم سے تھی۔ پاک ہے وہ ذات جسکی حکمت دقیق ہے کہ عقول اور افہام اس

کا احاطہ کر سکیں اور سچ فرمایا اللہ تعالےٰ نے
اور تم کو تھوڑا علم عطا کیا گیا ہے الآیہ ۔ الاسراء ۔ ۸۵

۳ ۔ حکمتِ اجتماعی :۔

تیسری حکمت حکمتِ اجتماعیہ ہے جو کہ حضور علیہ السلام کی اپنے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کی لختِ جگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور اپنے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی دخترِ نیک سیرت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی سے واضح انداز میں ظاہر ہوتی ہے اور پھر حضور علیہ السلام کا قریش کے ساتھ نسب و مصاہرۃ کا رشتہ اور ان میں سے کئی کے ساتھ تزوج ان چیزوں میں سے ہے جس نے ان قبائل اور بطون کے درمیان مضبوط ربط قائم کر دیا۔ اور لوگوں کے دل ان کی طرف اور ایمان اللہ کی کبریائی اور بزرگی والی دعوت طرف التفات کرنے لگے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں سب سے محبوب اور قدر و منزلت میں سب سے بلند شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نورِ نظر سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے شادی کی جنہوں نے اسلام لانے میں لوگوں پر سبقت کی اور اپنا جسم، روح اور مال اللہ کے دین کی نصرت کے راستے اور اس کے رسول سے (دشمنوں کے شر کو) دور کرنے میں مقدم کر دیا۔ اور اسلام کے راستے میں اذیتیں برداشت کیں۔ یہاں تک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کی فضیلت کو مشہور کرتے ہوئے فرمایا جیسا کہ

ترمذی میں ہے ہمارے پاس کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کو اس (احسان) کا پورا پورا بدلہ دیا ہے سوائے ابو بکر کے بیشک ان کا ہمارے پاس احسان ہے جس کا بدلہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالےٰ خود عطا فرمائے گا۔ اور کسی کے مال نے مجھے کبھی بھی اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا فائدہ ابو بکر کے مال نے دیا ہے اور میں نے کسی پر بھی اسلام پیش نہیں کیا مگر اس نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا مگر ابو بکر کہ انہوں نے ذرا بھی تاخیر نہیں کی (اور اسلام قبول کر لیا) اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو دوست بناتا۔ اور خبردار سن لو تمہارا ساتھی اللہ تعالےٰ کا خلیل ہے۔ (ترمذی) پس نبی کریم نے دنیا میں ابو بکر کا بدلہ اس کے سوا نہ پایا کہ ان کی آنکھوں کو ان کی بیٹی کے ساتھ شادی کر کے ٹھنڈا کریں اور ان کے درمیان رشتہ اور قرابت پیدا ہو جائے جو ان دونوں کی صداقت اور مضبوط ربط کو زیادہ کرے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے شادی فرمائی جو کہ ان کے باپ عمر رضی اللہ تعالےٰ کے اسلام، صدق اخلاص اور اس دین کے راستے میں فنا ہو جانے پر انکی آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی۔ اور عمر جو کہ اسلام کے بطل ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے اسلام اور مسلمین کو معزز کیا اور دین کے منار کو ان کے ساتھ بلند کیا پس حضور علیہ السلام کا ان کے ساتھ مصاہرت کا طریقہ ان کے اسلام کے راستے میں دوسرے لوگوں پر مقدم ہونے کا بہترین بدلہ تھا اور آپ نے اس مصاہرت کے شرف میں دونوں وزیروں کے (ابو بکر۔ عمر رضی اللہ عنہما) کے درمیان مساوات اختیار فرمائی اور ان دونوں بیٹیوں کے ساتھ شادی ان دونوں کے لیے نہ صرف بہت بڑا شرف تھا بلکہ عظیم بدلہ اور احسان تھا اور اس زندگی میں اس

شرف سے بڑھ کر ان دونوں کو بدلہ دینا ممکن نہ تھا۔ کتنی اجل سیاست ہے اور باوفا و مخلصین کے ساتھ کتنی بڑی وفاء ہے۔ جیسا کہ اس کے مقابل آپ کا حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی بیٹیوں کے ساتھ نکاح کر کے اکرام کیا ہے۔ اور یہ چار آپ کے خلفاء ہیں۔ پس کتنی عظیم حکمت ہے۔ اور کیسی نظر کرم ہے۔

۴:۔ حکمتِ سیاسیہ:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض عورتوں کے ساتھ شادی ان پر تالیف قلوب کے سبب اور ان کے ارد گرد قبائل کو جمع کرنے کے لیئے کی یہ معلوم شدہ بات ہے کہ انسان جب کسی قبیلہ یا خاندان میں سے شادی کرتا ہے تو ان کے درمیان قرابت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بات طبعی طور پر ان لوگوں کو اس شخص کی نصرت اور حمایت کی طرف بُلاتی ہے۔ ہم اس پر بعض مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے لیے وہ حکمت واضح ہو جائے جس کو حضور علیہ السلام نے ان شادیوں کے پیچھے ہدف بنایا تھا۔

۱۔ حضور علیہ السلام نے بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی سیّدہ جویریہ بنت حارث سے شادی فرمائی جو کہ اپنی قوم اور خاندان کے ساتھ قیدی بنالی گئی تھیں قید کے بعد انہوں نے اپنی طرف سے فدیہ دینا چاہا تو وہ کچھ مال لے کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدد کے لیے آئیں نبی کریم علیہ السلام نے ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ حضور اُن کی طرف سے فدیہ ادا کردیں اور اُن سے شادی کر لیں حضرت جویریہ نے یہ بات قبول کر لی اور حضور

نے ان سے شادی کر لی (اس پر) مسلمانوں نے کہا۔ کیا حضور نے اس حال میں شادی کی ہے کہ وہ (بنو مصطلق) ہمارے قیدی ہیں؟ تو انہوں (مسلمانوں) نے ان تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جو کہ اُن (مسلمانوں) کے قبضے میں تھے۔ جب بنو مصطلق نے یہ کرم و بلندی یہ بزرگی اور مروت دیکھی تو وہ سب اسلام لے آئے اور دین خداوندی میں داخل ہو گئے اور مومنین بن گئے۔ پس آپ کا ان سے شادی کرنا اُن پر اور اُن کی قوم و خاندان پر برکت کا باعث بنا کیونکہ وہ (حضرت جویریہ) اُن (سب لوگوں) کے اسلام لانے اور اُن کی آزادی کا سبب تھیں اور آپ اپنی قوم پر ایمن تھیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ بیشک انہوں نے فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کی عورتوں کو قیدی بنایا پس آپ نے اُن (سب میں) سے خمس نکالا پھر مال غنیمت کو لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔ گھوڑے والے کو حصے اور پیدل کو ایک حصہ عطا فرمایا حضرت جویریہ بنت حارث حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں تو وہ (جویریہ بنت حارث) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ ہوں اور میرے معاملہ کے متعلق آپ بخوبی جانتے ہیں جبکہ ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (۹) نو اوقیہ کے عوض مجھے مکاتبہ بنا لیا ہے آپ رہائی پر میری مدد فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس سے بہتر چیز تم کو قبول نہیں؟ عرض

کیا وہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے تمہاری کتابت کا عوض ادا کر دوں اور تم سے شادی کر لوں۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا مجھے منظور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسا کر دیا لوگوں کو بھی یہ خبر پہنچ گئی انہوں نے کہا کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے غلامی کی حالت میں قرابت قائم کریں گے ؟ تو لوگوں نے نبی مصطلق کے قیدیوں میں سے جتنے بھی تھے آزاد کر دیئے اس طرح حضور کے ان کی قوم کے سردار کی بیٹی سے شادی کے سبب اُن کی آزادی ستوا گھروں تک پہنچ گئی۔

۲۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ بنت حیئی بن اخطب سے شادی فرمائی جو کہ غزوہ خیبر میں شوہر کے قتل کے بعد قیدی بنالی گئی تھیں اور ایک صحابی کے حصہ میں آئی تھیں۔ تو مسلمانوں کے اہل رائے لوگوں نے کہا کہ یہ بنی قریظہ کی سردار ہیں اور حضور کے علاوہ کسی اور کے لیے ان کا ہونا صحیح نہیں تو انہوں نے یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی۔ آپ نے اُن (صفیہ بنت حیئی) کو بلایا اور دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا حق دیا۔

۱۔ یا تو حضور اُسے آزاد فرما دیں اور اُن سے شادی کر لیں اس طرح وہ حضور کی زوجہ بن جائیں گی۔

۲۔ یا یہ کہ مسلمان اُن کو آزاد چھوڑ دیں اور وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ مل جائیں تو انہوں نے یہ بات اختیار کی کہ انہیں آزاد کر دیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بن جائیں۔ یہ انہوں نے اس لیے

کیا کہ انہوں نے آپ کے مقام کی جلالت، آپ کی عظمت اور حسن معاملہ کو دیکھ لیا تھا اور اسلام قبول کر چکی تھیں اور ان کے اسلام کے سبب بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

روایت ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو حضور نے فرمایا تمہارے والد ہمیشہ دشمنی کے لحاظ میرے شدید ترین دشمن رہے۔ یہاں تک اللہ تعالےٰ نے اُسے قتل کیا۔ تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے (ولا تزر وازرہ وزر اُخریٰ) کوئی نفس بھی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس پر نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا تمہیں اختیار ہے اگر تو تم اسلام اختیار کرو گی تو میں تمہیں اپنے لیے روک لوں گا اور اگر تم نے یہودیت اختیار کی تو شاید میں تمہیں آزاد کر دوں اور تم اپنی قوم کے ساتھ مل جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے اسلام کو قبول کر لیا ہے اور آپ کے مجھے اپنے خیمہ میں بلانے سے قبل میں آپکی (نبوت کی) تصدیق کر چکی ہوں اور میرے لیے یہودیت میں نہ کوئی فائدہ ہے۔ نہ کوئی باپ نہ کوئی بھائی۔ آپ نے مجھے کفر اور اسلام کے درمیان اختیار دیا پس اللہ اور اس کا رسول میرے لیے آزادی اور اپنی قوم میں واپس جانے سے زیادہ محبوب ہے۔ تو نبی کریم علیہ السلام نے انہیں اپنے لیے مخصوص فرما لیا۔

۳:۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے سیدہ ام حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان) سے شادی فرمائی اور ابوسفیان ان دنوں مشرکین مکہ میں شامل

تھے۔ اور حضور کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے اور اس کی بیٹی مکہ میں مسلمان ہو چکی تھی پھر انہوں نے اپنے پرانے دین سے فرار اختیار کرتے ہوئے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ (مدینہ) کی طرف ہجرت کی۔ وہیں پر اُن کے شوہر کا وصال ہوا اور آپ اکیلی رہ گئیں کہ نہ کوئی ان کا مددگار تھا اور نہ ہی غمگسار۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے معاملہ کا علم ہوا تو آپ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو پیغام ارسال کیا کہ وہ حضور کی شادی اُن (اُم حبیبہ) سے کروا دیں۔ نجاشی نے یہ پیغام جب اُن (اُم حبیبہ) کو پہنچایا تو وہ اتنا زیادہ خوش ہوئیں کہ اس خوشی کی مقدار کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ اپنے والد اور گھر والوں کے پاس لوٹ جائیں تو وہ اُسے کفر اور ارتداد پر مجبور کرتے یا اُسے شدید عذاب دیتے۔ اور نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اُنہیں (اُم حبیبہ) کو مہر سو دینار حق مہر اور عمدہ تحائف دیئے۔ اور جب وہ واپس مدینہ لوٹیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شادی کر لی۔ جب یہ خبر ابوسفیان کو پہنچی تو اس نے شادی کو برقرار رکھتے ہوئے کہا (وہ ایسے مرد ہیں جن کی۔

پس اُس نے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فخر کیا اور اُن کی کفاءت کا انکار نہ کیا حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو اسلام کی ہدایت عطا فرما دی

یہیں سے ہمارے لیے ابوسفیان کی بیٹی سے شادی کرنے کی حکمتِ جلیلہ ظاہر ہوتی ہے کیونکہ یہ شادی آپ سے اور آپ کے صحابہ سے

اذیت کو کم کرنے کا سبب بنی خصوصاً جبکہ آپ کے اور ابو سفیان کے درمیان نسبت اور قرابت قائم ہو گئی حالانکہ ابو سفیان اُس وقت بنو امیہ میں سے حضور کا سب سے شدید دشمن تھا آپ اور آپ کے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ سخت عداوت رکھتا تھا۔ اور حضور علیہ السلام کا اُس کی بیٹی سے شادی کرنا اس کے اور اس کی قوم و خاندان کے دلوں کی تالیف کا سبب بنا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے (اُمّ حبیبہ) کو اپنے لیے اختیار فرمایا اُن کے ایمان کی تکریم کرتے ہوئے کیونکہ وہ اپنے دیار سے اپنے پرانے دین سے فرار اختیار کرتے ہوئی نکلی تھی۔ پس کیسی عمدہ سیاست ہے اور کیا ہی اجلّ حکمت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعدد شادیاں کرنے کی حکمت کے متعلق گفتگو کرنے کے بعد ہم امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالےٰ علیہنّ کے متعلق بات کریں گے کہ جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اختیار فرما کر اس عظیم شرف سے مشرف کیا جو کہ سید المرسلین کے ساتھ منسوب ہونا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو گنی چنی عورتوں سے (اپنے محبوب کے لیے) اختیار کر کے احترام و تعظیم کے واجب ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تکریم کے لیے آپ کے وصال کے بعد بھی ان کے ساتھ نکاح کے حرام ہونے میں مؤمنین کی مائیں قرار دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو کہ سب سے سچا ہے فرمایا۔

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ اُمّھاتھم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب

ہیں اور اُن کی بیویاں اُن (مؤمنین) کی مائیں ہیں۔

اسی طرح اللہ کا ارشاد ہے۔

وما کان لکم ان توذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عند اللہ عظیما۔ الآیۃ الاحزاب ۵۳

ترجمہ:۔ اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ ہی (یہ جائز ہے) کہ تم اُن کی بیویوں سے اُن کے بعد نکاح کرو بے شک تمہارا یہ فعل اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ آیۃ۔

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر (جامع لاحکام القرآن) میں اللہ تعالےٰ کی نص کے متعلق لکھا ہے، اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو مشرف کیا ایسا کہ اُنہیں تعظیم و پاکی کا جلالت شان اور مردوں پر اُن سے نکاح کے حرام ہونے میں مؤمنین کی مائیں قرار دیا یہ صرف اور صرف اپنے رسول کی تکریم اور اُن (امہات المؤمنین) کے اعزاز کے لیے تھا۔

وہ امہات المؤمنین جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا ان کی تعداد دس سے زائد ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔

۲۔ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

۳۔ سیدہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما۔

۴۔ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔

۵۔ سیدہ زینب بنت جحش الاسدیہ رضی اللہ عنہا۔

۶:- سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔
۷:- سیدہ ام سلمہ (ہند بنت ابی امیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا۔
۸:- سیدہ ام حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان) رضی اللہ عنہا۔
۹:- سیدہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا۔
۱۰:- سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا۔
۱۱:- سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا۔

۱۔ سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالےٰ عنہا

آپ حضور کی ازواج میں سے پہلی زوجہ ہیں جن سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل ۲۵ سال کی عمر میں نکاح فرمایا جبکہ (آپ حضرت خدیجہ) بیوہ تھیں اور اس وقت اُن کی عمر ۴۰ برس تھی۔ سب سے پہلے آپ ابی ہالہ بن زرارہ کے پاس تھیں اُس کے مرنے کے بعد عتیق بن عائذ سے شادی کی اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے شادی فرمائی جیسا کہ اصابہ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی رائے کی درستی اور بہت عقلمندی کی بناء پر اختیار فرمایا۔ یہ شادی حکمت اور موافقت بھری تھی کیونکہ یہ ایک عقلمند کی دوسرے عقلمند سے شادی تھی۔ اور دونوں میں عمر کا فرق ایسی بات نہ تھی کہ شادی کے معاملہ میں رکاوٹ بنتی کیونکہ شادی کا مقصد حاجت اور شہوت کا پورا کرنا نہ تھا بلکہ وہ تو عظیم انسانی ہدف تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے رسالت اور دعوتِ توحید کا بوجھ اور مشکلات برداشت کرنے کے لیے تیار کیا اور اللہ تعالےٰ نے دعوتِ

توحید و رسالت کو عام کرتے ہیں اس پاک صاف۔ عقلمند، ذکیہ خاتون کو اپنے محبوب کے لیئے آسان فرما دیا اور یہ خواتین میں سے سب سے پہلی خاتون تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔

اُن کی درستی رائے اور قوت عقلی پر ایک دلیل یہ ہے کہ غارِ حرا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حبیب جبریل آمین آئے (اور پہلی وحی نازل ہوئی) تو آپ اس حالت میں گھر واپس تشریف لائے کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا جب حضرت خدیجہ کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے کمبل اوڑھا دو حتیٰ کہ آپ کا خوف دور ہو گیا تو اُن کو ساری بات بتلائی۔ اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا آپ کو خوشخبری ہو خدا کی قسم وہ آپ کو ہرگز رسوا نہیں فرمائے گا آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچی بات کہتے ہیں۔ بیواؤں کی مدد کرتے ہیں۔ بچھڑے ہوؤں کو ملاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں سچی بات اور حق کی مصیبتوں پر مدد فرماتے ہیں یہ حدیث صحیحین (بخاری و مسلم میں موجود ہے)۔

حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ اپنی بھرپور جوانی کا دور گزارا لیکن ان پر کوئی دوسری شادی نہ فرمائی اور ان جیسی کسی سے بھی محبت نہ کی۔ اور اسی محبت کی بناء پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے ذکر پر غیرت فرماتی تھیں حالانکہ نہ تو وہ اُن (حضرت خدیجہ) کے ساتھ مجتمع ہوئیں اور نہ ہی ان کو دیکھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے سامنے انکا ذکر کیا تو انہوں نے (عائشہ

رضی اللہ عنہا) نے آپ کے سامنے اس طرح لب کشائی کی وہ (حضرت خدیجہ) تو گزرے زمانہ کی ایک بوڑھی عورت تھیں اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان سے بہتر بدلہ دے دیا ہے (ان کی مراد اپنا آپ تھا) یہ سن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور ان کو فرمایا! نہیں خدا کی قسم اللہ تعالےٰ نے اس سے بہتر بدل مجھے عطا نہیں فرمایا وہ اس وقت ایمان لائی جب لوگوں نے انکار کیا اس نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اس نے اس وقت اپنے مال سے میرے ساتھ ہمدردی کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا اور اللہ تعالےٰ نے مجھے تمام بیویوں میں سے صرف اس سے اولاد عطا کی اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا آج کے بعد کبھی بھی میں ان کا غلط انداز میں ذکر نہیں کروں گی۔

اور شیخین (امام بخاری و مسلم) نے انہی (حضرت عائشہ) سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کی ازواج میں سے کسی سے اتنی غیرت نہ کھائی جتنی کہ میں نے حضرت خدیجہ سے کی حالانکہ میں نے انہیں بالکل نہیں دیکھا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اکثر سے ذکر فرمایا کرتے اور جب کبھی کوئی بکری ذبح فرماتے تو (اس کا گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیجتے اور میں کبھی ان سے ذکر کرتی (آپ تو ان کا اس طرح ذکر کرتے ہیں) گویا کہ دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ بے شک وہ وہی تھی اور اس سے میرے لیے اولاد تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ۲۵ برس

زندگی بسر کی ۱۵ سال بعثت سے قبل اور دس سال بعثت کے بعد اور ان پر انگنی موجودگی میں) حضور علیہ السلام نے کوئی دوسری شادی نہ فرمائی اور حضرت ابراہیم کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے تمام اولاد انہی کے بطن اطہر سے عطا فرمائی اور جب آپ اللہ کریم کی رحمت کی طرف راضی خوشی منتقل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۵۰ برس کو پہنچ چکی تھی اور آپ کے ہاں اُن (حضرت خدیجہ) کے سوا کوئی دوسری بیوی نہ تھی آپ نے اُن کی وفات کے بعد ہی بعض حکمتوں کی وجہ سے جن کو ہم نے ذکر کیا متعدد شادیاں کیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو اور اُن کو بھی (اپنی رحمت سے) راضی فرمائے۔ اور جنّت العلیاء کو اُن کا مسکن و ماویٰ بنائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم۔

سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے ساتھ حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد شادی کی۔ آپ (سیّدہ سودہ) سکران بن عمرو انصاری کی بیوہ تھیں۔

حضور سے عمر میں بڑی ہونے کے باوجود اُن کو نکاح کے لیے اختیار کرنے میں حکمت یہ تھی کہ آپ مہاجرات میں سے تھیں۔ اور حبشہ کی جانب دوسری ہجرت سے لوٹنے کے بعد آپ کے خاوند وفات پا گئے اور آپ اکیلی رہ گئیں نہ تو کوئی ان کی عیالداری کرنے والا تھا اور نہ کوئی مددگار۔

خاوند کی وفات کے بعد اگر آپ اپنے گھر واپس جاتیں تو وہ اُن کو مشرک (اختیار کرنے) پر مجبور کرتے یا انہیں سخت اذیتیں دیتے تاکہ وہ انہیں اسلام کے بارے فتنہ میں ڈال دیں۔

لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفالت کے لیے اُن سے نکاح

کو اختیار فرمایا۔ اور یہ ان پر احسان اور اللہ و رسول پر ان کے ایمان و اخلاص کی صداقت پر کرم کی انتہا ہے۔

اگر حضور کی غرض (نعوذ باللہ العظیم) شہوت رسانی ہوتی جیسا کہ جھوٹے مستشرقین کا گمان ہے۔ تو آپ پچپن ۵۵ سال کی بوڑھی بیوہ کی بجائے نوجوان باکرہ عورتوں کو (جنکی کوئی کمی نہ تھی) اختیار کرتے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو شہامت۔ بہادری اور مروت میں اعلیٰ مثال تھے۔ اور آپ کی غرض فقط ان (حضرت سودہ) کی حمایت اور رعایت تھی تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں رہیں۔

۳۔ سیدہ عائشہ بنت أبی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے شادی کی تو آپ باکرہ تھیں اور آپ تمام امہات المؤمنین میں اکیلی ہیں جو کہ باکرہ کی حیثیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آئیں کسی اور باکرہ سے آپ نے شادی نہیں کی۔ آپ تمام امہات المؤمنین میں سب سے ذکی اور زیادہ یاد رکھنے والی تھیں بلکہ اکثر مردوں سے زیادہ علم والی تھیں اور علماء صحابہ میں سے بڑے بڑے صحابہ کی کثیر تعداد بعض مشکل احکام کے متعلق پوچھتے تھے تو آپ ان کے لیے وہ مسائل حل کر دیتی تھیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب کبھی بھی ہم اصحابِ رسول پر کوئی حدیث مشکل ہوئی اور ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (اس کے متعلق) پوچھا تو ہم نے ان کے ہاں

ضرور (اس حدیث کے بارے) علم پایا۔

ابوالضحیٰ نے مسروق کے واسطہ سے کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام کے اکابر صحابہ میں سے شیوخ کو دیکھا کہ وہ آپ (حضرت عائشہ) سے فرائض کے متعلق سوال کر رہے تھے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر علم طب۔ فقہ اور شعر کی عالمہ کسی عورت کو نہیں دیکھا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ حدیث کی کتب ان کے علم کثیر اور عقل کبیر کی شاہد ہیں۔ صحیح میں دو مردوں کے سوا کسی بھی مرد سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ احادیث روایت نہیں کی گئیں اور وہ دو (مرد) حضرت ابوہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم ہیں۔

حضور علیہ السلام باقی تمام ازواج میں حضرت عائشہ سے زیادہ محبت کرتے تھے لیکن تقسیم میں ان کے درمیان عدل فرماتے تھے۔ اور (خدا تعالیٰ سے) عرض کرتے تھے اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس کی قدرت رکھتا ہوں۔ تو اُس بارے میں مجھ سے مؤاخذہ نہ فرما جسکی قدرت نہیں رکھتا۔

جب آیت تخییر نازل ہوئی تو حضور نے حضرت عائشہ سے ابتدا فرمائی اور انہیں کہا میں تمہارے سامنے معاملہ ذکر کر رہا ہوں پس تم کوئی بھی جلدی نہ کرنا حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حالانکہ حضور اچھی طرح جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جُدا ہونے کا حکم نہیں دے سکتے تھے (اس کے باوجود حضور نے مجھے اپنے والدین سے مشورہ کرنے کا حکم دیا) حضور نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا۔ الخ

تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کیا۔ کیا میں اس معاملہ میں اپنے والدین سے رائے طلب کرونگی۔ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور اُخروی گھر کو چاہتی (پسند) کرتی ہوں آپ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ مصاہرت کرنا ان پر بہت بڑا احسان اور اس دنیوی زندگی میں اُن کا بہترین بدلہ تھا جیساکہ وہ آپ کی سنّت مطہرہ۔ فضائل زوجیت اور احکام شرعی کی اشاعت کا بہترین وسیلہ تھیں خاص طور پر ان مسائل کی اشاعت میں جو کہ خواتین سے متعلق ہیں جیساکہ حکمت تعلیمیہ میں ذکر کیا ہے۔

۴۔ السیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوگی میں شادی فرمائی۔ آپ کے خاوند خنیس بن حذافہ انصاری غزوہ بدر میں سخت مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے شہید ہو چکے تھے۔ وہ اُن بہادروں اور ابطال میں شامل تھے جن کی بسالت، مردانگی اور جہاد کے بارے میں تاریخ نے سنہری صفحات تحریر کیے ہیں۔

آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے (آپ کا رشتہ) پہلے حضرت رقیہ بنت رسول کی وفات کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے پیش کیا پھر حضور علیہ السلام نے آپ سے نکاح فرمایا یہ آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہت بڑا کرم اور احسان تھا۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حفصہ خنیس بن حذافہ جو کہ بدر میں

شامل تھے اور مدینہ میں فوت ہوئے سے بیوہ ہوگئیں تو حضرت عمر حضرت عثمان سے ملے اور فرمایا اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ سے آپ کا نکاح کر دوں انہوں (عثمان) نے کہا کہ میں اپنے معاملہ میں سوچوں گا حضرت عثمان نے چند دن انتظار کیا اور جواباً فرمایا کہ میرے لیے شادی نہ کرنا بہتر ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: میں نے ابوبکر کو کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں؟ تو وہ خاموش ہو گئے اور میں نے ان کو عثمان سے بھی زیادہ مستغنی پایا انہوں نے چند دن انتظار کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے ان کا نکاح حضور سے کر دیا۔ مجھے ابوبکر ملے اور انہوں نے کہا کہ شاید آپ نے میرے بارے میں کچھ محسوس کیا ہے جب کہ آپ نے مجھ پر حفصہ (کے معاملہ) کو پیش کیا تھا اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ابوبکر نے کہا کہ مجھے کسی بات نے جواب دینے سے منع نہیں کیا مگر مجھے علم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ذکر کیا تھا اور میں آپ کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر حضور علیہ السلام ان (سے نکاح) کو ترک کر دیتے تو میں اُن کو ضرور قبول کر لیتا۔

یہ وہ شہامت ثابتہ بلکہ سچی مردانگی ہے جو حضرت عمر فاروق کے فعل میں ظاہر ہوتی ہے وہ چاہتے تھے کہ ان کی عزت محفوظ ہو جائے انہوں نے اس بات میں کوئی ذلت محسوس نہ کی کہ وہ اپنی بیٹی کو کسی صالح پر پیش کریں کیونکہ شادی عمدہ اجتماع کے لیے بہترین وسیلہ ہے۔ آج ہم مسلمان احکام اسلام اور اسلام کے جمال و کمال سے جہالت کی وجہ سے

کہاں کھڑے ہیں؟ اپنی بیٹیوں کو اس وقت تک کنواریاں بٹھائے رکھتے ہیں جب تک کہ بہت مالدار اور کثیر سرمائے والا شخص شادی کا پیغام لے کر نہ آئے؟

۵۔ سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

آپ سے حضور علیہ السلام نے حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے بعد شادی کی۔ آپ ہمیشہ مقدم رہنے والے شہید اسلام بطلِ جلیل حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیوہ تھیں جو کہ اسلام کے پہلے معرکہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ جب آپ کے خاوند شہید ہوئے تو آپ اپنی توانائیاں زخمیوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی میں صرف کر رہی تھیں اور خاوند کی شہادت نے ان کو اس فرض کی ادائیگی سے نہ روکا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے مشرکین کے ساتھ پہلے معرکہ میں مومنین کو فتح عطا فرمائی۔ جب رسول کریم علیہ السلام کو ان کے صبر، اور ثابت قدمی اور جہاد کا علم ہوا اور کسی بھی شخص کو ان کی عیالداری پر آمادہ نہ پایا تو ان کو شادی کا پیغام دیا اور اور انہیں پناہ عطا فرمائی۔ اور ایک معین و مددگار کے ان سے منقطع ہو جانے کے بعد اُن کی دل جوئی فرمائی۔

شیخ محمد محمود صواف اپنے رسالہ "زوجات النبی الطاہرات" میں اُن کے خاوند کی شہادت کی عظمت و بلندی کے قصہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

اور آپ کی عمر (حضرت زینب بنت خزیمہ) حضور کی زوجیت میں آنے کے وقت ۶۰ برس کو پہنچ چکی تھی اور حضور کے ہاں انہوں نے صرف دو سال عمر پائی پھر آپ کا انتقال ہوگیا۔

جھوٹوں نے اس شادی اور اس کی عمدہ غرض کو نہ سمجھا کیا اس شادی میں انہوں نے کوئی بات پائی کہ کذّاب اِفک کا مظاہرہ کر سکیں؟ کیا انہوں نے ہوسؔ یا شہوت کا کوئی اثر پایا کہ وہ رحمۃ اللعالمین رسول انسانیت کی شرافت و پاکیزگی، عظمت و رحمت اور فضل و احسان تھا۔

خود غرض مستشرقین کو اللہ رب العزت سے ڈرنا چاہیئے۔ علمی امانت کو اختیار کرنا چاہیئے اور بُرے مقاصد کے لیئے خیانت نہیں کرنا چاہیئے کہ انہوں نے گمراہی اختیار کی اور علوم اسلامی کو صرف اور صرف عداوت، مکر و فریب اور حضور علیہ السلام کی عظمت کو کم کرنے کے لیئے پڑھا۔

۶۔ السیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ثیّبہ حالت میں شادی کی وہ آپ حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں پہلے آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ نے شادی کی پھر انہوں نے آپ کو طلاق دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسی حکمت کی بناء پر ان سے شادی کی جس سے بڑی حکمت آپ کی ازواج میں سے کسی کے ساتھ بھی شادی کرنے میں نہیں تھی اور وہ (حکمت) تبنّی (یعنی بیٹا بنالینا)

کی بدعت کو ختم کرنا تھی جس طرح کہ اس کی وضاحت حکمتِ تشریع کے ذکر میں ہوئی ہے۔

اور مکار مستشرقین اور ان کے دین سے نکلے ہوئے دُم چھلّوں کو جو کہ تنگدل، اسلام اور نبی اسلام پر التزام تراشی کرنے والے ہیں کے لیئے یہ بات پسند ہے کہ وہ حضور کے حضرت زینب سے شادی کے قصّہ سے نبی کریم علیہ السّلام کی ذات مقدّسہ میں طعن و تشنیع کے تیر پھینکیں اور جھوٹی باتوں کو بعض ان اسرائیلی روایات کے سبب سچ سے مزّین کریں جو کہ بعض کتب تفسیر میں مذکور ہیں۔

انہوں نے گمان کیا۔ نہایت ہی بُرا گمان کیا کہ بے شک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید کے گھر کے قریب سے گزرے تو وہ غائب تھے نبی پاک علیہ السّلام نے حضرت زینب کو دیکھا اور انہیں پسند کیا اور آپ کے دل میں (حضرت زینب کے متعلق) کوئی بات واقع ہوئی اور آپ نے فرمایا۔ سبحان مقلب القلوب۔ پاک ہے دلوں کو پھیرنے والا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے یہ بات سُنی جب جب ان کے خاوند آئے تو جو بات حضور سے سنی تھی وہ انہیں بتلا دی۔ انہوں نے یہ بات جان لی کہ حضور کے دل میں ضرور کوئی بات واقع ہوئی ہے وہ حضور کی بارگاہ میں طلاق کے ارادے سے حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اہلیہ کو اپنے لیے روکے رکھو حالانکہ آپ کے دل میں اس کے علاوہ دوسری بات تھی لہٰذا حضرت زید نے اس وجہ سے کہ حضور اُن سے شادی کر لیں حضرت زینب کو طلاق دے دی۔

ابن عربی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنی تفسیر احکام القرآن میں اس غلط دعویٰ کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں! ان (مستشرقین) کا یہ قول کہ حضور نے حضرت زینب کو دیکھا تو ان کے دل میں کوئی (بُری) بات واقع ہوئی یہ باطل ہے۔ کیونکہ آپ تو اُن کے ساتھ ہر وقت اور ہر جگہ رہتے تھے اور ان دنوں پردے کا حکم بھی نہیں تھا تو آپ کیسے ان کے ساتھ زندگی گزارتے تھے کہ ہر وقت ان کو دیکھیں بھی اور آپ کے دل میں کوئی غلط بات بھی واقع نہ ہو لیکن جب اُن کا خاوند ہو کہ اپنا آپ انھیں ہبہ کر چکی ہیں تو اس وقت کوئی بُری خواہش کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ ایسے پاکیزہ قلب اقدس میں اس طرح کا فاسد خیال آنے سے اللہ تعالےٰ کی پناہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا ارشادِ مبارک ہے۔

"ولا تمدنّ عینیک الیٰ ما متّعنا بہ ازواجًا منھم زھرۃ الحیوۃ الدّنیا لنفتنھم فیہ" الآیۃ طٰہٰ نمبر ۱۳۱۔ ترجمہ:۔ اور اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے فتنہ میں ڈالیں۔

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسرائیلی روایات کا تعاقب کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ یہ سب احادیث ایسی ہیں کہ جنکی اسناد ساقط ہیں۔

محترم فاضل بھائیو!

حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی تاریخ اور آپ کی حضرت زید سے شادی کی حکمت میں ایک گہری نظر سے آپ کو معلوم ہو گا کہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت زید اور زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے درمیان ناخوشگوار تعلقات حالت اجتماعی میں واضح اختلاف کی وجہ سے تھے کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک معزز خاندان سے تھیں

اور حضرت زید پہلے غلام تھے۔ اللہ تعالےٰ حضرت زید سے شادی کے ذریعے ان کا امتحان لینا چاہتا تھا تاکہ جاہلیت کی عصبیت اور شرافت کو ختم کیا جائے اور اسلام نے دین و تقویٰ میں شرافت کو شرف قرار دیا ہے۔ جب حضور علیہ السلام نے حضرت زینب کے سامنے حضرت زید سے شادی کا معاملہ پیش کیا تو انہوں نے اپنے صاحبِ نسب و شرف ہونے کے سبب انکار کیا اور ناپسند کیا۔ اس پر اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد پاک نازل ہوا۔

وما کان لمومنٍ ولا مؤمنۃٍ اذا قضی اللہ ورسولہ
امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص
اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً الآیۃ (الاحزاب ۳۶)

ترجمہ:۔ اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کو حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا

(اس کے بعد) حضرت زینب نے حضور کے حکم پر سر تسلیم خم کر دیا اور روح کے بغیر اپنا جسم حضرت زید کے سپرد کر دیا اور اس سپردگی کے پیچھے تکلیف والم موجود تھا۔

نبی کریم حضرت زینب کو صغر سنی سے ہی جانتے تھے کیونکہ وہ آپ کی پھوپھی زاد تھیں تو کون تھا جو ان کو حضور (کے سامنے آنے) سے منع کرتا۔ تو ایک انسان کسی شخص کے لیئے کوئی باکرہ عورت کیسے سامنے کرتا ہے اور جب وہ اس سے شادی کر لے اور وہ (عورت) ثیبہ بن جائے تو پھر اس میں رغبت کرے؛ حقیقت یہی ہے کہ یہ بے عقل قوم ہے جو کہ ایسی غیر معقول بات کرتے ہیں جسکو یہ نہیں جانتے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

پر جھوٹ و افترا بہتان تراشی اور گمراہ کن باتیں کرتے ہیں۔ پھر ان کی اس بات کی طرف دیکھو جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک نے جو چیز دل میں چھپائی وہ آپ کی زینب کے ساتھ محبت تھی اسی وجہ سے آپ کو سزا دی گئی، کیا ایسا بہتان بھی عقل تسلیم کر سکتی ہے؛ اور کیا اس بنا پر بھی کسی شخص کو سزا دی جا سکتی ہے کہ اُسنے اپنے پڑوسی کی وجہ سے کے ساتھ محبت کو ظاہر نہیں کیا؛ سبحانك هذا بهتان عظيم ؛ پھر آیت اس معاملہ میں مکمل طور پر صریح اور واضح ہے کیونکہ آیت میں یہ بات مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب وہ بات ظاہر کریگا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپائی (و تخفی فی نفسك ما الله مبديه) تو اللہ تعالےٰ نے کیا ظاہر فرمایا ؛ کیا حضور کی محبت کو ظاہر فرمایا یا کہ آپ کے زینب کے ساتھ عشق کو؛ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ چیز جس کو اللہ تعالےٰ نے ظاہر فرمایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی کے حکم خداوندی کو پورا کرنے کی رغبت تھی تاکہ تبنّی کے حکم کو باطل کیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کی زبان درازی سے ڈرتے تھے کہ وہ یہ کہیں گے ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کی ہے اسی لیے باری تعالےٰ نے اس چیز کی صراحت فرمائی جو حضور نے چھپائی تھی (" فلمّا قضىٰ زيدٌ منها وطراً زوجناكها لكيلا يكونَ على المؤمنينَ حَرَجٌ في ازواجِ أدعيائِهم ") اس طرح کا ذہین کے جھوٹے گمان بھی ان باطل کو نیست و نابود کر دینے والے دلائل اور براہین ساطعہ کے سامنے باطل ہو جاتے ہیں جو (دلائل و براہین) حضور سید المرسلین کی عصمت پر اور ان چیزوں سے آپ کی تنزہت و طہارت پر دلالت کرتے ہیں جن کے ساتھ ملید اور خود غرض لوگوں نے آپ کو ملانے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

۷۔ السیّدہ اُمّ سلمہ ہند المخزومیّۃ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے بیوہ ہونے کی حالت میں شادی فرمائی۔ آپ حضرت عبداللہ بن عبدالاسد کی بیوہ تھیں جو کہ سابقین مسلمانوں میں سے تھے اور انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی آپ (ام سلمہ) نے اُن سے شادی کی اور اپنے پرانے دین سے راہِ فرار اختیار کرتے ہوئے آبائی وطن سے نکل گئیں اس دوران آپ سے اولاد بھی پیدا ہوئی۔ آپ کے شوہر نے غزوہ اُحد میں جامِ شہادت نوش کیا! ان کے بعد آپ اور چار یتیم بچے کسی کفیل اور عیالداری کرنے والے کے بغیر رہ گئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اپنی نسبت ان کی طرف کرے اور نہ ہی کوئی ان کی اور ان کی اولاد کی کفالت کرنے والا پایا سوائے اس بات کے کہ آپ ان سے نکاح فرمالیں۔ جب آپ علیہ السلام نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ سے معذرت کرتے ہوئے عرض کی کہ میں بوڑھی ہوں، (چار) یتیموں کی ماں ہوں اور شدید غیرت مند ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابی پیغام میں یوں ارشاد فرمایا! رہے یتیم تو میں اُن کو اپنے سینے سے لگاؤں گا اور دُعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارے دل سے (دوبارہ شادی کرنے کی) غیرت کو ختم کردے اور بڑھاپے کی مجھے کوئی پرواہ نہیں! اُن کی رضامندی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی فرمائی اور ان کے یتیم بچوں کی تربیت فرمانے لگے اور اپنے قلبِ مشفق کو ان کے لیے اور وسیع فرمایا یہاں تک کہ اُنہیں اپنے (حقیقی) باپ کے فوت ہونے کا کوئی غم نہ رہا کیونکہ ان کے باپ سے زیادہ رحیم وکریم (یعنی

حضور علیہ السلام) باپ انہیں بدلے میں مل گیا تھا۔

اور حضرتِ ام المومنین میں شریف نسب، باعزت گھر اور اسلام لانے میں سبقت جیسی باتیں مجتمع ہونے کے علاوہ انھیں یہ فضیلت بھی حاصل تھی کہ آپ بہت عمدہ مشیرہ (رائے دینے والی) تھیں اس سلسلہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسلمانوں کے معاملات سے متعلق ان اہم چیزوں کے بارے میں مشورہ فرمانا بطورِ دلیل کافی ہے جنہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غمگین و پریشان کر رکھا تھا۔ اس پر جو چیز اشارہ کرتی ہے وہ صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے کہ اس واقعہ میں مشرکین کے ساتھ ان شرائط پر دس سال تک جنگ نہ کرنے کی بات شامل تھی جو کہ مشرکین نے پیش کی تھیں جس کی وجہ سے مسلمان بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے باوجودیکہ وہ اپنی عظمت کی بلندیوں پر تھے ان شرائطِ صلح میں اپنے حقوق کا غصب ہونا خیال کیا۔ اس صلح کے اثر کی بناء پر جب حضور علیہ السلام نے مدینہ واپس جانے کے لئے حلق یا قصر کرانے کا حکم دیا تو انہوں (صحابہ) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے میں تھوڑا سا تردد کیا اور کسی نے بھی (فوراً) اس پر عمل نہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ حضرت اُمِّ سلمیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا لوگ ہلاک ہو گئے۔ میں نے انہیں حکم دیا ہے لیکن انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ یہ بات اُن (ام سلمہ) پر گراں گزری اور آپ سے عرض کیا کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں اور ان کے سامنے اپنے سر کا حلق کرائیں اور اس یقین کا اظہار کیا کہ اس وقت (آپ کو حلق کرواتے ہوئے دیکھ کر) وہ اقتداء کرنے میں کوئی تردد نہیں کریں گے کیونکہ انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ ایسا امر ہے جس پر عمل کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور ایسا ہی ہوا کہ جونہی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف اور علاق کو سر کا حلق کرنے کا حکم دیا تو سب آپکی اقتداء کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور سب نے حلق کروایا اور احرام کھول دیئے اور یہ سب کچھ اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مشورہ سے ہوا تھا۔

سیّدہ (اُمّ حبیبہ) رملہ بنت أبی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ہجرت کے ساتویں سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی فرمائی جو کہ بیوہ تھیں اور اُن کے شوہر عبیداللہ بن جحش حبشہ میں انتقال کر گئے تھے۔ اور نجاشی نے انکی شادی حضور علیہ السلام کے ساتھ کرائی اور حضور کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا اور اُن کو شرجیل بن حسنہ کے ہمراہ حضور کی خدمت میں بھیجا اور حضرت اُمّ حبیبہ سے شادی کی حکمت پیچھے بیان ہو چکی ہے۔

سیّدہ جویریۃ بنت حارث رضی اللہ عنہا

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی جویریۃ سے جو کہ مسافع بن صفوان کی بیوہ تھیں شادی کی اور مسافع بن صفوان واقعہ مریسیع والے دن قتل ہو گیا تھا اور ان کو اکیلا چھوڑ گیا تو یہ قیدی بن کر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئیں ان کا خاوند اسلام کے بدترین اور حضور کے سخت دشمنوں میں سے تھا اور ان سے شادی

کی حکمت بھی پہلے بیان ہو چکی ہے جیسا کہ حکمتِ سیاسیہ کے متعلق گفتگو میں صفیہ بنت حیی بن اخطب کے بارے میں بات ہوئی۔

سیّدہ میمونہ بنت الحارث الہلالیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا پہلا نام برّہ تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا نام میمونہ رکھا اور آپ حضور کی آخری زوجہ تھیں اور آپ کے بارے حضرت عائشہ نے فرمایا تم ان سے سنو: وہ ہم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والی اور صلۂ رحمی کرنے والی تھیں۔ آپ (ابی رہم بن عبدالعزّیٰ) کی بیوہ تھیں اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عباس نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سے شادی کرنے میں راغب کیا تھا۔ اور ان سے شادی کرنے میں جو نیکی۔ احسان اور ان کے اس خاندان کی عزّت تھی کہ جنہوں نے آپ کی مدد اور حفاظت کی تھی، مخفی نہیں ہے۔

میرے محترم! یہ ہے امہات المؤمنین۔ زوجات الرسول کے متعلق ایک (مختصر) خاکہ کہ جنہیں اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السّلام کی محبت سے معزز بنایا اور مؤمنین کی مائیں قرار دیا اور اس خطاب سے مخاطب فرمایا۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا! الآیۃ الاحزاب نمبر ۳۲

ترجمہ:- اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ

سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔

نبی پاک کی ان (ازواج مطہرات) سے شادی بہت سی حکمتوں کے سبب تھی ان میں آپ نے دینی و شرعی مصلحتوں کا لحاظ فرمایا اور تالیف قلوب کا ارادہ فرمایا (جس کی وجہ سے) بہت سے قبائل اور معزز خاندانوں کو اسلام کی طرف راغب فرمایا۔

حضرت سیدہ عائشہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات بیوہ تھیں۔ آپ نے ہجرت کے بعد ان سالوں میں متعدد شادیاں کیں جن میں مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان جنگیں شروع ہوئیں بہت زیادہ قتل و قتال ہوا یہ سن ۲ ہجری سے سن ۸ ہجری کا عرصہ ہے جس میں مسلمانوں کی مدد مکمل ہوئی اور ہر شادی میں کذاب اور ذلیل لوگوں کے خلاف ہمارے لیے آپ کی کامیابی شہامت رفعتِ مقصد اور احسان کی خوبصورتی پر زبردست دلیل ظاہر ہوتی ہے (برخلاف اس بات کے جو کہ کذاب اور ذلیل لوگ کہتے ہیں کیونکہ اگر نفسانی خواہشات کا نبی پاک کے دل پر غلبہ ہوتا تھا تو آپ بڑھاپے کی بجائے جوانی میں شادی کرتے۔ (بیواؤں کی بجائے) باکرہ خواتین سے شادی کرتے۔ لیکن یہ (مستشرقین کی بکواسات) تو وہ سیاہی (اندھیرا ہے) ہے جس نے مغربی مستشرقین کے دلوں کو بھر رکھا ہے اور انہیں واضح حق کی روشنی سے اندھا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے خوب سچ فرمایا۔

بَل نَقذِفُ بِالحَق عَلَى البَاطِل فَيَدمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ